تنظیم اسلامی کا ترجمان

06

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

16 تا 22 جمادی الاُخریٰ 1441ھ/11 تا 17 فروری 2020ء

عمر بھر کے غور وفکر کا حاصل

کسی ”تحریک“ کے لیے صرف بیعت ہی کی قسم کا نظامِ جماعت مفید ہوتا ہے‘ ڈھیلی ڈھالی انجمنیں سماجی‘ تعلیمی اور اصلاحی کاموں کے لیے کفایت کرتی ہیں‘ اور چار آنے کی ممبری والی جماعت صرف سیاسی مقاصد کے لیے مفید ہوتی ہے! —— البتہ یہ دوسری بات ہے کہ اس سمع وطاعت فی المعروف کو ڈکٹیٹرشپ یا آٹوکریسی کے ہم معنی نہ لے لیا جائے‘ بلکہ اس میں ”وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ“ اور ”أَمْرُهُمْ شُورٰى بَيْنَهُمْ“ کی روح کو بتمام وکمال ملحوظ رکھا جائے! —— خود میں نے تنظیم کی ستائیس سالہ امارت کے دور میں صرف ایک بار مجلس شوریٰ کی اکثریت کے خلاف فیصلہ کیا اور وہ بھی جبکہ اکثریت واقلیت میں کل سولہ اور چودہ آراء کا فرق تھا! —— تاہم یہ پیش نظر رہنا چاہیے کہ ”بیعت سمع وطاعت فی المعروف“ کی اساس پر قائم جماعت اور جدید جمہوری اور دستوری جماعتوں کے مابین فرق بہت گہرا ہے‘ اور ان دونوں میں اشخاص وافراد کی نفسیات سے لے کر‘ امارت وقیادت کے نصب وعزل‘ اور اظہارِ اختلاف کے انداز اور ہدف کے مابین زمین وآسمان کا فرق ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں میری ایک تحریر ”تحریک اسلامی کا تنظیمی ڈھانچہ —— یا چناں کن یا چنیں“ اپریل ۱۹۹۶ء کے ”میثاق“ میں شائع ہوئی تھی جسے دوبارہ جنوری ۲۰۰۳ء کے شمارے میں شائع کر دیا گیا تھا —— اس کا بنظر غائر مطالعہ نہایت ضروری ہے!

قصہ مختصر یہ کہ یہ ہے میرے دینی فکر کے اس دوسرے رخ کا وہ خلاصہ جو اس وقت بعض نہایت مخلص رفقاء کی نگاہوں میں مدھم پڑ گیا ہے —— تاہم یہ میرے عمر بھر کے غور وفکر کا حاصل بھی ہے اور میں اٹھارہ سال کی عمر سے لے کر اب ستر اکہتر سال کی عمر تک نصف صدی سے زیادہ اس پر عمل پیرا بھی رہا ہوں —— اور جو تنظیم میرے حوالے سے قائم ہوگی وہ اسی اساس پر قائم ہوگی —— اور ان شاء اللہ اسی پر قائم رہے گی! —— گویا بقول اقبال ؎

یہی کچھ ہے ساقی متاعِ فقیر اسی سے فقیری میں ہوں میں امیر
مرے قافلے میں لٹا دے اسے لٹا دے‘ ٹھکانے لگا دے اسے!

”تنظیم اسلامی شمالی امریکہ ماضی، حال اور مستقبل (میثاق اکتوبر 2019ء)“

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

بے پردگی بے حیائی کی طرف پہلا قدم
مسلمانوں سے ایمان اور انفاق کا تقاضا
ورلڈ اکنامک فورم اور پاک امریکہ تعلقات
تنظیم اسلامی کے سلوگن میں تبدیلی
ایک قومی نظریہ نہیں دو قومی نظریہ!
خدمت خلق کے اہم اعمال

سُورۃُ المُؤمِنُون — تمہیدی کلمات

فرمانِ نبویؐ

سورۃ المومنون کی ابتدائی دس آیات

عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ إِذَا نَزَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيُ يُسْمَعُ عِنْدَ وَجْهِهِ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ فَمَكَثْنَا سَاعَةً فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: **((اللَّهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَأَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَأَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَآثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا وَارْضَ عَنَّا وَأَرْضِنَا ثُمَّ قَالَ لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ عَشْرُ آيَاتٍ مَنْ أَقَامَهُنَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ حَتَّى خَتَمَ الْعَشْرَ))** (مسند احمد)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب نزول وحی ہوتا تو آپؐ کے روئے انور کے قریب سے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی سی آواز سنائی دیتی تھی، ایک مرتبہ ایسا ہوا تو ہم کچھ دیر کے لیے رک گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ رخ ہو کر اپنے ہاتھ پھیلائے اور یہ دعا فرمائی: ''اے اللہ! ہمیں زیادہ عطا فرما، کمی نہ فرما، ہمیں معزز فرما، ذلیل نہ فرما، ہمیں عطاء فرما، محروم نہ فرما، ہمیں ترجیح دے، دوسروں کو ہم پر ترجیح نہ دے، ہم سے راضی ہو جا اور ہمیں راضی کر دے، اس کے بعد فرمایا کہ مجھ پر ابھی ابھی دس ایسی آیتیں نازل ہوئی ہیں کہ اگر ان کی پابندی کوئی شخص کر لے، وہ جنت میں داخل ہوگا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ المومنون کی ابتدائی دس آیات کی تلاوت فرمائی۔''

سُورۃُ المُؤمِنُون | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | آیت : 1

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱ۙ

اس سورت کی ابتدائی گیارہ آیات مطالعہ قرآن حکیم کے منتخب نصاب کے تیسرے حصے میں شامل ہیں۔ ان گیارہ آیات میں بندۂ مؤمن کی سیرت کی اساسات بیان کی گئی ہیں۔ یہ بنیادیں ٹھوس اور پختہ ہوں گی تو سیرت کی عمارت بھی مضبوط ہوگی۔ ان آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ مضبوط اور نیک سیرت کے حامل افراد سے جب خاندان وجود میں آئے گا تو ان کی عائلی زندگی کا نقشہ کیسا ہوگا۔ نیک اور صالح افراد پر مشتمل معاشرے کے خدوخال کیسے ہوں گے اور پھر معاشرے کی بلند ترین سطح پر یعنی ریاستی معاملات میں ان افراد کے سیرت و کردار کی کرامات کا ظہور کن کن صورتوں میں ہوگا۔

آیت ۱ ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱﴾ ''کام نکال لے گئے اہلِ ایمان۔''

لفظ قَدْ کسی امر متوقع کے ثبوت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ مؤمنوں کو اللہ کے فضل سے فلاح کی توقع تھی قَدْ کے لانے سے فلاح یاب ہونے کی مسلمانوں کے لیے بشارت ہوگئی (گویا مسلمان فلاح یاب ہو چکے۔)

''فَلَاح'' کا ترجمہ بالعموم ''کامیابی'' سے کیا جاتا ہے' فلاح دنیوی بھی ہوتی ہے اور آخرت کی بھی۔ اس جگہ فلاح اُخروی مراد ہے۔ کامل فلاح اُخروی یہ ہے کہ بالکل عذاب نہ ہو، نہ قبر میں، نہ حساب کے وقت نہ شدائد قیامت میں مبتلا ہو کر، نہ دوزخ میں داخل ہونے کی صورت میں، نہ پل صراط پر سے گزرنے میں۔ فلاح کے لغوی معنی ہیں: ''پھاڑنا''۔ اسی معنی میں کسان کو عربی میں ''فَلّاح'' کہا جاتا ہے' اس لیے کہ وہ اپنے ہل کی نوک سے زمین کو پھاڑتا ہے۔ چنانچہ لفظ فلح کا یہ مفہوم ذہن میں رکھ کر اس آیت کو پڑھیں تو بات واضح ہو جاتی ہے کہ اپنی شخصیت اور ذات کے مادی غلافوں کو پھاڑ کر اپنی معنوی شخصیت اور روح کو اُجاگر کرنے اور اس کے ذریعے سے عرفانِ ذات اور پھر معرفتِ الٰہی تک پہنچنے جیسے مشکل مراحل' اہلِ ایمان کامیابی سے طے کر لیتے ہیں۔

المؤمنون سے تمام مؤمن مراد ہیں کیونکہ کسی نہ کسی وقت سب مؤمنوں کا جنت میں داخلہ ہو جائے گا۔ اہلِ سنت کا اجماع ہے کہ جو گناہگار مؤمن بغیر توبہ کے مر جائیں وہ جنت میں بالآخر ضرور داخل ہوں گے۔ اللہ کو اختیار ہے کہ سزا دینے کے بعد جنت میں داخل فرما دے یا معاف فرما دے اور بغیر عذاب دیے جنت میں بھیج دے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بے پردگی بے حیائی کی طرف پہلا قدم

امت مسلمہ کا درجنوں ممالک میں تقسیم ہونا یقیناً ایک سانحہ ہے۔ اس کی تقسیم جہاں غیروں کی سازش ہے وہاں اپنوں کی بے حمیتی، مفاد پرستی اور بزدلی کا بھی نتیجہ ہے۔ بہرحال آج کی حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں 60 کے قریب اسلامی ممالک ہیں اِن کی اپنی اپنی جغرافیائی حدود ہیں، جن کو اُنھوں نے مقدس سمجھ رکھا ہے۔ اگر یہ تقسیم ہوگئی تھی تب بھی ایک مسلمان ملک کا مطلب یہ ہونا چاہیے تھا کہ ایک ایسی ریاست جس میں اسلام کا عطا کردہ ضابطۂ حیات کارفرما ہو لیکن افسوس صد افسوس! کسی ایک ملک میں اِسلام کا عادلانہ نظام رائج نہیں۔ اِس دائرے کو مزید محدود اور چھوٹا کریں تو معلوم ہوگا کہ دو مسلمان ممالک ایسے ہیں جن کا اِسلام کے بغیر دنیا کے نقشے پر قائم رہنے کا کوئی جواز ہی نہیں بنتا، پہلا سعودی عرب اور دوسرا پاکستان۔ سعودی عرب اِسلام کی جنم بھومی ہے۔ محسن انسانیت، اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول، محمد ﷺ عرب کے اِس خطے میں پیدا ہوئے، وہیں نبوت سے سرفراز ہوئے اور رسالت کا فریضہ ادا کیا۔ تن تنہا ایک نظریہ دیا، اُس نظریہ کی بنیاد پر حزب اللہ وجود میں آئی۔ پھر جہالت سے لت پت عرب کا یہ خطہ عظمت اور سرفرازی کا ایسا کوہِ نایاب بنا، جس کی دنیا میں کوئی دوسری نظیر قائم نہ ہوسکی نہ ہوگی۔ دوسرا ملک اِسلامی جمہوریہ پاکستان ہے جو ریاستِ مدینہ کے بعد دنیا میں پہلی ایسی ریاست قائم ہوئی، جس کی بنیاد صرف اور صرف اِسلام تھی۔ یہ ریاست 27 رمضان المبارک (جس کا شبِ قدر ہونے کا قوی امکان ہوتا ہے) کو معرضِ وجود میں آئی۔ قیام سے پہلے اِس ریاست کے معماروں نے واضح اعلان کیا تھا کہ کلمہ طیبہ اس ریاست کی بنیاد ہے اور قرآنِ پاک اِس کا آئین ہے۔ لیکن عملاً آج صورتِ حال یہ ہے کہ جزیرہ نمائے عرب جہاں سے اسلام کا آغاز ہوا تھا، اُس عرب کو سعودی عرب میں تبدیل کرنے کے لیے امت کی وحدت کو پاش پاش کر دیا گیا۔ سعودیوں نے خلافتِ عثمانیہ کے خلاف بغاوت کا علم بلند کیا۔ اُس وقت کی سپریم پاور انگریز نے اُن کی پیٹھ ٹھونکی۔ خطے میں اِسی طرح کے کچھ اور اقدام کیے، جن پر اس وقت بحث کرنا مقصود نہیں۔ بہرحال خلافت کا ادارہ ختم ہوگیا۔ اگرچہ یہ حقیقت بھی اپنی جگہ پر موجود ہے کہ اُس وقت خلافت کا یہ ادارہ تنکوں کے سہارے قائم تھا اور اِس میں زندگی کی رمق نہ رہی تھی۔ محض ایک ٹوکن حیثیت تھی اور وحدتِ امت کا نشان تھی۔ اس کے بعد سعودی عرب میں اگرچہ اسلامی شعائر مسلسل زوال پذیر تھے لیکن سعودی عرب کو امت کے نمائندہ کی حیثیت حاصل تھی اور سیاسی نظام میں مکمل طور پر ملوکیت دَر آنے کے باوجود معاشی نظام کسی قدر اور معاشرتی نظام مکمل طور پر Intact یعنی محفوظ تھا۔ لیکن گذشتہ چند برسوں میں سعودی عرب نے اپنے معاشرتی نظام کے چیتھڑے اُڑا دیے ہیں اور وہ اندھا

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
16 تا 22 جمادی الاُخریٰ 1441ھ جلد 29
11 تا 17 فروری 2020ء شمارہ 06
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

دھند معاشرتی حوالے سے مغرب کی تقلید کر رہا ہے۔ خواتین کی حرکات وسکنات پر ہر قسم کی پابندیاں ختم کردی گئی ہیں۔ رقص وسرور کی محافل کا انعقاد ہو رہا ہے، سینما گھر تعمیر ہو رہے ہیں گویا وہ سب کچھ خوب ہو چکا ہے جو کبھی ناخوب تھا اور شرم وحیا کا جنازہ بڑی دھوم سے نکلا ہے اور اب اُسے دفنانے کی تیاریاں زور وشور سے جاری ہیں۔ دوسرا اِسلامی ملک پاکستان ہے، جس کے بارے میں دعویٰ تھا کہ اس کی تعمیر کلمہ طیبہ کی بنیاد پر ہوگی لیکن پاکستان نے روزِ ازل سے اپنی تعمیر اِن بنیادوں پر اُٹھانے کی کوئی جدوجہد نہیں کی۔ سیاسی حوالے سے شروع ہی میں اِسے جمہوریت ڈائن کی طرح چمٹ گئی۔ سودی معیشت اختیار کرنے کی وجہ سے معاشی لحاظ سے پاکستان کی حالت دنیا میں ایسی ہوگئی جیسا اللہ نے روزِ قیامت سودی لین دین کرنے والے کی حالت کا نقشہ کھینچا ہے، جیسے وہ باؤلا ہو گیا ہو۔ معاشرتی صورتِ حال پاکستان کی بھی آغاز میں قدرے اچھی تھی۔ مذہب کے ساتھ ساتھ مشرقیت کے آثار بھی تھے۔ بے پردگی، آزاد خیالی، قابل مذمت ہوا کرتی تھی۔ عجب بات ہے کہ انگریز ہندوستان میں حکمران تھے۔ ہندوؤں سے ایسی قربت تھی کہ کندھے سے کندھا چھلتا تھا لیکن پھر بھی مسلمانوں میں اسلامی معاشرت کے واضح آثار نظر آتے تھے لیکن انگریز اور ہندو کے جانے کے بعد آزاد ہونے کے باوجود ہم نے خود پر مغربی تہذیب مسلط کرلی۔ مغرب کی آندھی مشرقی عورت کا پردہ اُڑا کر لے گئی۔ آزادیٔ نسواں کا نعرہ یوں لگایا گیا جیسے وہ پہلے قید تھی حالانکہ اغیار بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جو حقوق اسلام عورت کو دیتا ہے وہ کوئی مذہب، کوئی سوسائٹی نہیں دیتی، لیکن بھٹکے ہوئے لوگوں کو مادر پدر آزادی کی ضرورت تھی، اُن کا ٹارگٹ صرف پردہ نہیں بلکہ حیا، شرم اور غیرت تھی۔ بے پردگی پہلا قدم تھا۔ پھر یہ کہ مفاد پرستوں نے چونکہ حیا فروشی سے مال اکٹھا کرنا تھا لہٰذا عورت کو کمرشل اشتہار کا لازمی جز بنا دیا گیا۔ دھوکہ فریب اور بددیانتی کا اندازہ کیجیے کہ عورت کے حقوق اور اس کی عزت افزائی کے نام پر اُسے مارکیٹ کی شے بنا دیا گیا۔ حسین اور حسین تر عورتوں کی تصاویر بازاروں میں سجاؤ اور اپنی اشیاء فروخت کرو۔ عالمی ٹھگوں نے ایسے ضابطے اور قوانین بنا دیے کہ اِس بے حیائی کے خلاف آواز اُٹھانا اُلٹا عورت کے حقوق کی خلاف ورزی قرار دے دیا گیا۔ حال ہی میں راولپنڈی میں ایک بل بورڈ کو اُتار دیا گیا ہے، جس میں یہ قرآنی آیت درج تھی۔ ترجمہ: ”بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ اہل ایمان میں بے حیائی کا چرچا ہو اُن کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔“ (النور:19)۔ بل بورڈ میں اس آیت کی روشنی میں عورتوں کی تصاویر کو بطور اشتہار استعمال کرنے کی مخالفت کی گئی تھی، پھر جب تنظیم اسلامی پاکستان نے اِس کے خلاف آواز اُٹھانے کے لیے اخبارات کو اشتہارات دیے تو روزنامہ اسلام کے سوا تمام اخبارات نے تنظیم کی آواز کے ساتھ آواز ملانے سے انکار کردیا اور ادائیگی کے وعدے کے باوجود وہ اشتہار شائع کرنے سے انکار کردیا۔ یہ ہے اس بے حیا مافیا کی زور آوری اور یہ ہے پاکستان کو ریاستِ مدینہ بنانے کے دعوے داروں کی کمزوری اور بزدلی۔

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور قرآن پاک دنیا کو دارالامتحان اور آخرت کو اُس کا ثمرہ قرار دیتا ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں انسان کو زندگی کے نجی اور اجتماعی گوشوں میں رہنمائی عطا فرمائی اور اللہ کے رسول ﷺ نے تمام جزئیات کے ساتھ اور بڑی باریک بینی سے انسانوں پر اِس رہنمائی کو واضح کیا اور کھول کھول کر بیان کردیا۔ فرد کو اِس کے فرائض اور اُس کے حقوق سے آگاہ کیا۔ اُسے بتایا کہ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرو اور بندوں کا حق ادا کرو۔ اجتماعی سطح پر معاشرتی، معاشی اور سیاسی اُصولوں سے آگاہی دی۔ اللہ تعالیٰ نے معیشت اور سیاست کے حوالے سے چند بنیادی اُصول بتانے پر اکتفا کیا لیکن معاشرتی اور سماجی معاملات کی جزئیات کھول کر بیان کیں۔ عجب بات یہ ہے کہ آج کی بے خدا دنیا نے سیاست اور معیشت میں تو بہت جکڑ بندیاں لگائی ہیں لیکن معاشرت کو کسی حد تک کھلا چھوڑ دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایک گھرانہ ایک یونٹ ہے۔ ایک ادارہ ہے اور مرد اِس کا سربراہ ہے۔ عورت اُس کی جیون ساتھی ہے۔ مرد کماتا ہے عورت بچوں کی دیکھ بھال اور تربیت کرتی ہے۔ ان کا اپنا اپنا دائرہ کار ہے۔ اگرچہ ہنگامی صورتِ حال میں شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے استثنا مل سکتا ہے۔ جبکہ مغرب نے خاندانی نظام کے تمام بندھن توڑ پھوڑ دیے ہیں اور رشتوں کے تقدس پر کاری ضرب لگائی ہے۔ لہٰذا بوڑھے والدین اولاد کی ذمہ داری نہیں رہے وہ اولڈ ہومز میں دیواروں سے سر ٹکراتے ہیں۔ شادی مہنگی پڑتی ہے۔ مزید یہ کہ ذمہ داریاں آن پڑتی ہیں لہٰذا شادی نہیں Living Together کا تصور ہے۔ گویا گھر جو بنیادی یونٹ ہے جس میں تشکیل معاشرہ کے لیے پہلی اینٹ رکھی جاتی ہے اُس بنیاد ہی کو تباہ و برباد کردیا۔ گھر کا یونٹ محبت، اخوت اور ہمدردی کی تعلیم دیتا ہے۔ ابتدائی اخلاقیات کا درس دیتا ہے اگر یہ بنیادی یونٹ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے تو انسانوں میں باہمی محبت اور اخوت کا (باقی صفحہ 13 پر)

مسلمانوں سے ایمان اور انفاق کا تقاضا

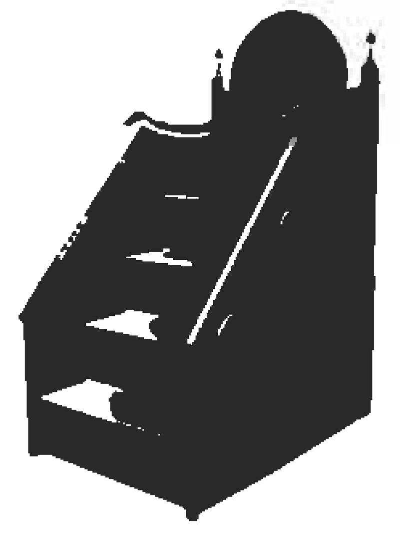

(سورۃ الحدید کی آیت: 7 کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں تنظیم اسلامی کے ناظم مالیات محترم اعجاز لطیف کے 31 جنوری 2020ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابو ابراھیم

قارئین! سورۃ الحدید کی پہلی چھ آیات کا مطالعہ ہم کر چکے ہیں جن میں ذات وصفات باری تعالیٰ کا موضوع اپنے نکتۂ عروج پر تھا تا کہ انسان کے لیے حصول معرفت الٰہی میں آسانی رہے۔ اب اگلی آیات میں کہا جا رہا ہے کہ انسان کی خیر اسی میں ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے بعد اب اس کے احکامات پر عمل کرنے کے لیے اپنی ساری صلاحیتیں اور توانائیاں لگا دے۔ فرمایا:

﴿اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ﴾ ''ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسولؐ پر اور خرچ کرو اُن سب میں سے جن میں اُس نے تمہیں خلافت عطا کی ہے۔'' (الحدید: 7)

اس آیت میں بڑی جامعیت کے ساتھ دین کے جملہ تقاضوں کو دو عنوانات کے تحت بیان کیا گیا:

۱۔ ایمان۔ ۲۔ انفاق

قرآن مجید میں دین کے تقاضوں کو سمجھانے کے لیے مختلف اسلوب اختیار کیے گئے ہیں۔ مثلاً سورۃ العصر میں چار تقاضے بیان ہوئے: ایمان، عمل صالحہ، تواصی بالحق اور تواصی بالصبر۔ اسی طرح سورۃ الصّف میں دین کے تقاضے دو اصطلاحات میں بیان کیے گئے؛ یعنی ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ۔ اسی بات کو یہاں دو اصطلاحات میں بیان کیا گیا یعنی ایمان اور انفاق کی صورت میں۔

اس سے قبل ہم نے جن آیات کا مطالعہ کیا تھا ان میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا بڑی جامعیت کے ساتھ ذکر تھا جس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی معرفت کا حصول تھا۔ پھر معرفت کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر اس طرح ایمان لایا جائے جس طرح کہ ایمان لانے کا حق ہے۔ یہاں انفاق کا حکم اس بات کا قرینہ ہے کہ یہاں خطاب غیر مسلموں سے نہیں ہے بلکہ اہل ایمان سے ہے کہ اللہ کی معرفت کے حصول کے بعد اب تمہارا ایمان صرف زبانی اقرار تک محدود نہ ہو بلکہ تمہارے عمل سے بھی ثابت ہو کہ واقعی تمہارے دل میں ایمان راسخ ہو چکا ہے۔

ایمانیات کے ضمن میں پہلی چیز توحید ہے کہ اللہ کو ایک اور لاشریک مانا جائے۔ توحید تمام ایمانیات کی جڑ اور بنیاد ہے جبکہ رسالت پر ایمان کا مفہوم یہ ہے کہ ان تمام باتوں پر ایمان لایا جائے جو رسول ﷺ نے بیان فرمائیں۔ گویا باقی سارے کے سارے ایمانیات ایمان بالرسالت کے ذیل میں آجاتے ہیں۔

اس آیت میں جو پہلا تقاضا آیا ہے کہ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر تو اس سے مراد یہی ہے کہ تمہیں اقرار باللسان تو حاصل ہے لیکن اب جو ایمان درکار ہے وہ تصدیق بالقلب والا درکار ہے۔ یعنی یقین قلبی کے حصول کی کوشش کر کے ایمان حقیقی سے اپنے باطن کو منور کرو۔ قرآن میں بار بار اس بات پر زور دیا گیا جیسا کہ سورۃ النساء میں فرمایا:

''اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر، اُس کے رسولؐ پر اور اُس کتاب پر جو اُس نے نازل فرمائی اپنے رسولؐ پر اور اُس کتاب پر جو اُس نے پہلے نازل فرمائی۔'' (آیت: 136)

سورۃ الصّف میں بھی یہی اسلوب آچکا ہے۔ فرمایا:

''اے ایمان کے دعوے دارو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت کے بارے میں بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے چھٹکارا دلا دے؟'' (آیت: 10)

گویا دین کا پہلا تقاضا ایمانِ حقیقی کا حصول ہے۔ یعنی ایسا ایمان جو صرف زبانی اقرار تک محدود نہ ہو بلکہ انسان کی سیرت و کردار سے نظر آئے کہ واقعی یہ ایمان حقیقی کا حامل شخص ہے۔ کیا آج ہمیں یہ حقیقی دولت حاصل ہے؟ اس بات کو پرکھنے کے لیے قرآن کی یہ ایک آیت کافی ہے:

﴿وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۳۹﴾ ''اور تم ہی سربلند رہو گے اگر تم مؤمن ہوئے۔'' (آل عمران: 139)

آج ہم کشکول لیے ساری دنیا میں پھر رہے ہیں اور دنیا میں مغلوب ہیں تو اس کا مطلب یہی ہے کہ ہم حقیقی ایمان کی دولت سے محروم ہیں۔ اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنی خواہشات کو اس (قرآن) کے تابع نہ کر دے۔''

ہم نے اللہ سے اس وعدے پر یہ ملک حاصل کیا تھا کہ ہم یہاں پر قرآن کا نظام نافذ کریں گے۔ کیا ہم نے 72 سالوں میں یہ وعدہ پورا کیا؟ کون ہمارا راستہ روک رہا ہے؟ اسی طرح ہم نے جو غیر اسلامی چیزیں اپنا رکھی ہیں کوئی ہم پر زبردستی مسلط نہیں کر رہا بلکہ ہماری خواہش نفس ہمیں شریعت کے تابع ہونے سے روکتی ہے۔ اگر ہم اس بات کا مزید ثبوت جاننا چاہیں تو فجر کی نماز میں حاضری کا جائزہ لے سکتے ہیں کہ جو حاضری عصر اور مغرب میں ہوتی ہے کیا فجر میں بھی اتنی ہوتی ہے۔ جو نماز پڑھنے والے ہیں ان میں بھی کتنے لوگ ہیں جن کا ایمان انہیں فجر کے وقت رضائی چھوڑنے پر مجبور کرتا ہے؟ ساری ساری رات ڈیوٹی

کرنے کے لیے تو تیار رہتے ہیں کیونکہ اس کے بدلے میں کچھ روپے ملتے ہیں۔ کیا رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان پر بھی کان دھرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: فجر کی دو سنتیں دنیا ومافیہا سے بہتر ہیں۔'' اس تناظر میں ہم میں سے ہر ایک اپنا جائزہ لے سکتا ہے۔

زبانی طور پر تو ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان کے دعویدار ہیں لیکن وہ حقیقی ایمان کہاں سے آئے گا جو ہماری سیرت اور کردار کو بھی ایمان کے رنگ میں رنگ دے؟ اس حوالے سے یہاں ایمان حقیقی کے بنیادی ماخذ بیان کرنا مناسب ہوگا۔

1۔ صادقین کی صحبت: ایمان حقیقی کے حصول کا آسان اور موثر ذریعہ صادقین کی صحبت ہے۔ سورۃ التوبہ میں فرمایا: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۱۹﴾﴾ ''اے اہل ایمان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور سچے لوگوں کی معیت اختیار کرو۔'' (آیت: 119)

جو لوگ قول وعمل کے سچے ہیں ان کی صحبت اختیار کرنے سے ایمان اور تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔ یہ سچے کون ہیں اس کی بھی قرآن مجید نے وضاحت کردی۔ سورۃ الحجرات میں فرمایا:

''مؤمن تو بس وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اُس کے رسولؐ پر، پھر شک میں ہرگز نہیں پڑے اور انہوں نے جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں۔ یہی لوگ ہیں جو (اپنے دعوائے ایمان میں) سچے ہیں۔'' (آیت: 15)

غلطیاں ہر انسان میں ہوتی ہیں کیونکہ انبیاء کے علاوہ معصوم کوئی نہیں ہے۔ لیکن اللہ کی راہ میں جان و مال کے ساتھ جہاد وہی کرتے ہیں جن کا ایمان پکا ہوتا ہے، ان کا ایمان تقاضا کرتا ہے کہ اللہ کی راہ جہاد کیا جائے۔ ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کی جائے گی تو ایمان خود بخود جزیت ہوگا۔

2۔ نیک لوگوں کی سیرت کا مطالعہ:

انبیاء کرامؑ کی سیرت، صحابہؓ کی سیرت اور نیک لوگوں کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے بھی ایمان حقیقی حاصل ہوتا ہے۔

3۔ آیات پر غور وفکر:

قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ آیات آفاقی بھی ہیں، آیات انفسی بھی ہیں اور آیات قرآنی بھی ہیں۔ ان تینوں کے حوالے سے قرآن ہمیں غور وفکر کی دعوت دیتا ہے کیونکہ ان کے ذریعے سے ایمان حاصل ہوتا ہے۔ آیات آفاقی پر غور وفکر کے حوالے سے سورۃ البقرۃ کی آیت 164 کو بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ آیت الآیات کہا کرتے تھے کہ ایک آیت میں اللہ کی بہت سی نشانیاں جمع کردی گئی ہیں۔ فرمایا:

''یقیناً آسمان اور زمین کی تخلیق میں اور رات اور دن کے اُلٹ پھیر میں اور اُن کشتیوں (اور جہازوں) میں جو سمندر میں (یا دریاؤں میں) لوگوں کے لیے نفع بخش سامان لے کر چلتی ہیں اور اُس پانی میں کہ جو اللہ نے آسمان سے اتارا ہے، پھر اس سے زندگی بخشی زمین کو اس کے مردہ ہوجانے کے بعد اور ہر قسم کے حیوانات (اور چرند پرند) اس کے اندر پھیلا دیے۔ اور ہواؤں کی گردش میں اور ان بادلوں میں جو معلّق کر دیے گئے ہیں آسمان اور زمین کے درمیان، یقیناً نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیں۔''

انسان ذرا غور کرے، سوچے کہ اللہ نے کائنات میں کتنی نشانیاں بکھیری ہوئی ہیں۔ ہمارے پیٹ میں ایک لقمہ جو جا رہا ہے وہ کن مراحل سے گزار کر اللہ نے ہمارے لیے ہماری غذا بنایا ہے۔ اس غور وفکر سے بھی ایمان پیدا ہوگا۔ اسی طرح خود انسان کے نفس کے اندر بھی اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ فرمایا:

﴿وَفِیْۤ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾﴾ ''اور تمہاری اپنی جانوں میں بھی (نشانیاں ہیں)۔ تو کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟'' (الذاریات: 21)

انسان کے اپنے اندر کتنے ایسے نظام ہیں جو انسان

پریس ریلیز 07 فروری 2019ء

بابری مسجد کی جگہ رام مندر تعمیر کرنا اسلام دشمنی کی بدترین صورت ہے

حافظ عاکف سعید

تنظیم اِسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ مودی حکومت کی جانب سے ایک شدت پسند ہندو گروہ کو منظم کر کے ''بابری مسجد'' کی جگہ ''رام مندر'' کی تعمیر کی ذمہ داری سونپی جارہی ہے۔ مودی حکومت کے بیان کے مطابق یہ کارروائی سپریم کورٹ کی ہدایت پر عمل میں لائی جارہی ہے۔ یہ انتہا پسند سوچ بی جے پی اور آر ایس ایس کی شدت پسندانہ سوچ کی عکاسی کرتی ہے جو سراسر اسلام دشمنی پر مبنی ہے۔ جس کا مقصد صرف مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ بھارت کشمیر میں مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک روا رکھے ہوئے ہے اور بھارت میں شہریت قانون کی آڑ میں جو مظالم ڈھا رہا ہے اس نے بھارت کے مکروہ چہرے کو پوری دنیا کے سامنے بے نقاب کردیا ہے۔

امیر تنظیم نے بھارت کی سیاسی قیادت کی طرف سے پاکستان کو دھمکیوں اور فوج کی جانب سے لائن آف کنٹرول کی مسلسل خلاف ورزی اور بلا اشتعال فائرنگ کی وجہ سے پاکستانی فوجی جوانوں اور معصوم شہریوں کی شہادت پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ اُنھوں نے اس خدشہ کا اظہار کیا ہے کہ انتہا پسند مودی حکومت کوئی فرضی ڈرامہ رچا کر یا براہِ راست حملہ کر کے پاکستان کو نقصان پہنچانے کے درپے ہے۔ جس کا مقصد بھارت میں انتہا پسند ہندو ووٹ بینک کو خوش کرنا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ بھارت کی جانب سے پاکستان پر حملہ انتہا پسند مودی حکومت کی سنگین غلطی ہوگی۔ پاک فوج ہر قسم کے حملہ کا منہ توڑ جواب دینے کی صلاحیت رکھتی ہے پاکستان پر حملہ کی صورت میں پوری پاکستان قوم پاک فوج کے شانہ بشانہ ہوگی۔ اُنھوں نے کہا کہ اس تشویشناک صورتِ حال میں ضرورت اِس امر کی ہے کہ پاکستان اپنے اصل کی طرف لوٹے اور قیام پاکستان کے وقت کیے گئے وعدوں کو پورا کیا جائے جو خلافت راشدہ کے روشن نظام کے عین مطابق ہو تب ہی ہماری نظریاتی و جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت ممکن ہوگی۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

کو دعوت غور وفکر دے رہے ہیں۔کون ہے یہ نظام بنانے والا اور کون یہ سب نظام چلا رہا ہے؟ ان باتوں پر انسان اگر غور کرے تو کائنات کے خالق پر اس کا ایمان مضبوط ہوگا۔

دین کا دوسرا تقاضا یہاں انفاق فی سبیل اللہ بیان ہوا ہے۔عام طور پر انفاق سے مراد صرف مال خرچ کرنا سمجھا جاتا ہے۔قرآن حکیم میں جہاں مال خرچ کرنے کی تاکید آئی ہے وہاں انفاق کا لفظ آیا ہے لیکن یہاں یہ لفظ وسیع معنوں میں آیا ہے کہ ہر وہ شے جس پر اللہ نے تمہیں خلافت عطا کی ہے اس کو اللہ کی راہ میں کھپا دو۔گویا حکم دیا جا رہا ہے کہ اپنی جسمانی صلاحیتیں اور قوتیں، اپنے مال واسباب، وسائل وذرائع حتیٰ کہ اپنی اولاد کو بھی اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے لگا دو۔یہاں انفاق کی اصطلاح جہاد کے مترادف کے طور پر آئی ہے۔جس طرح جہاد مال وجان دونوں سے ہوتا ہے اسی طرح انفاق میں بھی مال وجان دونوں کی ضرورت ہے۔گویا زندگی کو بالکل سادہ ترین لیول پر گزارتے ہوئے باقی ہر چیز اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے کھپا دو۔

آج پوری اُمت مسلمہ مغلوب ہے تو اس کی وجہ یہی ہے کہ آج ہم صرف اور صرف مال و دولت تعیشات اور آسانیوں کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔حالانکہ بحیثیت مسلمان ہماری زندگیوں کا مقصد یہ تھا کہ کفر کے اس تسلط کو ختم کر کے اللہ کی دھرتی پر اللہ کے حکم کو نافذ کیا جائے۔یہ اس وقت تک ممکن نہیں ہوگا جب تک کہ اللہ کے راستے میں جدوجہد نہیں کی جائے گی، جب تک مسلمانوں کے اندر اس کے لیے ایثار وانفاق کے صوتے نہیں پھوٹیں گے۔اسی لیے یہاں ایمان کے ساتھ انفاق کا ذکر آرہا ہے۔اللہ نے تسلی کے لیے یہ بھی دلیل ارشاد فرمائی کہ تمہارے پاس جو کچھ بھی مال و دولت ہے یہ تمہاری اپنی ملکیت نہیں بلکہ اللہ کا عطا کیا ہوا ہے۔تو اللہ تم سے کوئی چیز نہیں مانگ رہا بلکہ وہ اپنی ہی دی ہوئی چیزوں میں سے چاہتا ہے کہ اس کے راستے میں خرچ کرو۔اللہ نے تمہیں خلیفہ کی حیثیت سے اس میں تصرف اور اختیار دیا ہے۔ظاہر ہے جو چیز بطور امانت کسی کے تصرف میں ہو تو مالک کو بجا طور پر اس کا حق پہنچتا ہے کہ وہ امانت کے بارے میں جواب طلب کرے۔آگے فرمایا:

﴿فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝﴾

''پس جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور انہوں نے (اپنے مال و جان کو) خرچ کیا' ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔'' (الحدید:7)

معلوم ہوا کہ یہاں انفاق کو ایمان کے ثبوت اور شہادت کے طور پر لایا گیا ہے۔یعنی جو لوگ ایمان لانے کے بعد انفاق سے جی چراتے ہیں وہ اپنے اس دعوائے ایمان میں ثبوت پیش نہیں کر رہے اور وہ اپنے دعوائے ایمان میں کچے ہیں۔اگر وہ اپنے دعوائے ایمان میں سچے ہوتے تو یہ کیسے ممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ہر حکم کو ماننے کے دعوے کے بعد اپنے مال کو اس کے راستے میں بے دریغ خرچ نہ کرتے؟ حالانکہ مالک کا تقاضا تو یہ ہے کہ ۔

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں

قرآن کریم ہم سے کون سا رویہ چاہتا ہے۔سورۃ البقرۃ کے اندر ارشاد ہوتا ہے:

''اور لوگوں میں ایک شخص وہ ہے جو بیچ دیتا ہے اپنی جان کو اللہ کی رضا کے لیے۔اور اللہ اپنے ایسے بندوں کے حق میں بہت شفیق ہے۔'' (البقرۃ:207)

جب اپنے آپ ہی کو بیچ ڈالا تو اس کے پاس جو کچھ تھا کیا وہ اس کو بچا کے رکھے گا؟ لیکن جو شخص اللہ کے راستے میں مال خرچ نہیں کرسکتا وہ یہ دعوے کرے کہ موقع آئے گا تو میں جان قربان کردوں گا تو وہ اس کی خام خیالی ہے کیونکہ پسینہ بہانے کو تیار نہیں ہے اور خون بہانے کی باتیں کر رہا ہے۔

اس آیت میں مُّسْتَخْلَفِيْنَ کا لفظ واضح کر رہا ہے کہ ہماری اپنی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ہر شے کا اصل مالک اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے اس نے بطور امتحان ہمیں کچھ چیزوں پر عارضی اختیار دیا ہے۔ان میں ہمارا جسم، ہماری توانائی، علم، ذہانت، فطانت، دور بینی، دور اندیشی، وقت، صحت، قوتِ کار، عمر بالخصوص جوانی، مال و اسباب، گھر، سواری، اولاد وغیرہ یہ سب شامل ہیں۔روز قیامت سوال ہوگا کہ ان نعمتوں کو ہم نے اللہ کی مرضی کے مطابق استعمال کیا یا اپنی مرضی سے۔یعنی رب چاہی زندگی گزاری یا من چاہی زندگی۔اس حوالے سے ہم میں سے ہر شخص اپنے اندر جھانک کر دیکھ سکتا ہے کہ وہ کہاں کھڑا ہے۔ترمذی شریف کی روایت ہے۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم کے قدم قیامت والے دن اس وقت تک نہیں ہل سکیں گے جب تک ان سے چار چیزوں کے بارے میں نہ پوچھ لیا جائے۔اپنی عمر کے بارے میں کہ اس نے کہاں گنوائی؟ اپنے علم کے بارے میں کہ اس نے اس پر کیا عمل کیا؟ اپنے مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا اور کہاں لگایا؟ اپنے جسم کے بارہ میں کہ کہاں کھپایا؟''۔

اسی طرح ایک اور حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم کہتا ہے کہ یہ بھی میرا مال ہے، یہ بھی میرا مال ہے حالانکہ اس کا اصل مال وہی ہے جو اس نے کھایا اور ختم کرلیا، جو اس نے پہنا اور بوسیدہ کردیا اور جو اس نے اللہ کی راہ میں صدقہ کیا اور آخرت کے لیے ذخیرہ کرلیا۔مسلم کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جو باقی رہے گا وہ تو دوسروں کا ہے، تو اسے جمع کر کے چھوڑنے والا ہے۔

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک بکری ذبح کی تو (سوائے ایک دستی کے باقی تمام گوشت صدقہ کردیا) نبی کریم ﷺ نے پوچھا ''اس (بکری) کا کتنا حصہ باقی ہے؟'' انہوں نے کہا صرف ایک دستی باقی ہے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سب ہی باقی ہے، سوائے ایک دستی کے''۔

یعنی جو صدقہ کردیا وہ بچ گیا جو خود کھالیا وہ ختم ہو گیا۔یہ تھی وہ تربیت جو آپ ﷺ نے اپنے صحابہؓ کی فرمائی تھی۔فرمایا:

''پس جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور انہوں نے (اپنے مال و جان کو) خرچ کیا' ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔'' (الحدید:7)

ہمارے پاس جو کچھ بھی نعمتیں ہیں (اپنی زندگی، مال، اولاد سمیت) وہ اللہ ہی کی عطا ہے۔سب کچھ اُسی کا ہے۔اگر ہم یہ سارے کا سارا بھی اللہ کے راستے میں لگا دیں تو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔بقول شاعر ۔

جاں دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

لیکن اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ وہ اپنے ہی دیے ہوئے مال کو خرچ کرنے پر ہمیں کئی گنا زیادہ انعامات دے رہا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں سورۃ الحدید کی اس آیت کے معنی ومفہوم کو سمجھنے اور پر اس کے تقاضوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

☆☆☆

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

خطاب بہ جاوید

37

سخنے بہ نژادِ نو
نئی نسل سے کچھ باتیں

120	چوں بدن از قحط جاں ارزاں شود	مردِ حق در خویشتن پنہاں شود!

ایسے دور میں جب مادی حقائق (ظواہر) روح کے قحط اور روح ناشناسی کی وجہ سے بے وقعت ہوجاتے ہیں مردِ حق اہلِ دنیا (مادیت پرستوں) سے علیحدہ ہوکر اپنے اندر چھپ جاتا ہے (عام انسانوں کو ایسے اہلِ دل نظر نہیں آتے)

121	درنیابد جستجو آں مرد را	گرچہ بیند رو برو آں مرد را!

اے پسر! ایسے مردانِ حق کا تلاش کرنا اس دور میں آسان نہیں۔ ایسے اہلِ درد و اہلِ دل انسان (سطحی) جستجو سے نہیں ملتے انسان ان کو پہچان نہیں سکتا اگرچہ روبرو ملاقات بھی میسر آجائے (تلاش کرنے والے کی کم نگاہی آڑے آجاتی ہے)

122	تو مگر ذوقِ طلب از کف مدہ	گرچہ در کار تو افتد صد گرہ!

میری جان! (ان مشکلات کے باوجود) مردِ حق کی تلاش کو چھوڑنا نہیں اور ذوقِ طلب میں اضافہ کرنا ہے چاہے اس راستے میں سینکڑوں رکاوٹیں اور موانعات نظر آئیں (مردِ حق کی عدمِ دستیابی کو اپنے ذوقِ طلب کی کوتاہی ہی سمجھنا ہے)

120۔ روئے زمین پر جب کہ مغربی تہذیب پھیل کر عام ہوچکی ہے ایسے دور میں روح شناسی اور انسان کے اندر کسی خودی یا DIUINE SPARK یا کسی آسمانی ہدایت کی فلسفیانہ بنیاد تلاش کرنا بے سود ہے۔ ایسے حالات میں جبکہ روح شناسی کا قحط واقع ہوچکا ہے اور جب روح شناسی یا REALITY کا احساس باقی نہ رہے تو انسانی وجود (خاکی وجود سے حیوانی وجود کہتے ہیں) بھی بے وقعت بن جاتا ہے اور انسان صرف اپنے جبلی تقاضوں (BASIC ANIMAL INSTINCTS) کا متبع بن جاتا ہے اور حیوان یا حیوان سے بھی بدتر ہوکر ''اسفل السافلین'' تک گر جاتا ہے انسانی وجود کا علم ترقی کرتا جاتا ہے جبکہ اخلاق و کردار ماورائے حقائق کے ادراک کا قحط عمومِ بلویٰ کا درجہ حاصل کرلیتا ہے۔ اس ماحول سے مردِ حق جو روشن ضمیر اور باضمیر ہوتا ہے وہ خود کو چھپا لیتا ہے اور ڈھونڈنے سے ملتا ہے بے ضمیر لوگوں کی کثرت کے زمانے میں اہل حق کا وجود کھانے میں نمک کے برابر رہ جاتا ہے یا اس سے کم۔ مگر اہل حق موجود ہوتے ہیں ان کو تلاش کرنے کے لیے ضمیر پاک اور دل زندہ کی ضرورت ہے

121۔ اے پسر! جب تک ماحول میں خدا شناسی، وحی شناسی اور انسان شناسی کا جذبہ عام رہا نظامِ تعلیم کی پشت پر اسی طرزِ فکر اور نقطۂ نظر کو نئی نسل کے ذہنوں میں راسخ کرتا رہا، میڈیا اور عوامی ابلاغ کے ذرائع (ہر دور میں اپنے اپنے وقت کے مطابق یہ ذرائع تکیے، قہوہ خانے اور ٹی سٹال کہلائے کبھی حقہ کے گرد جمع ہوکر 'گفتگو کرنا' بھی اسی انسانی ضرورت کو پورا کرتا تھا اہل ثروت کے ڈیرے اور بیٹھکیں) یہی کمی پوری کرتی رہیں مگر جب سے مسلمانوں کی حکومتیں زوال پذیر ہوکر ختم ہوئی ہیں اور مغربی علوم و افکار کا چرچا ہوا ہے اسی کا نظامِ تعلیم (لارڈ میکالے جو رومی درندہ صفت بادشاہوں کے ظلم کا مداح تھا اور اس کے نظامِ تعلیم میں اسی کو طالب علموں کے ذہنوں میں اُتارا جارہا ہے) عام ہوکر اب عوامی سطح تک جڑیں پکڑ چکا ہے ایسے ماحول میں روشن ضمیر انسان اور قرآن کے تصور کے مطابق پاک ضمیر اور صاحب خودی انسان کہاں سے مل پائیں گے۔ ایسے انسان کو آج کے ماحول میں تلاش کرنا مشکل ہے مولانا رومی بھی مسلمانوں کے زوال کے زمانے کے میں ایک وقت 'انسانم آرزوست' کی آواز لگاتے نظر آتے ہیں۔ یہی حال آج بھی ہے کسی باضمیر انسان سے ملاقات بھی ہوجائے تو خودی سے آشنا شخص اس کو پہچاننے میں دقت ضرور محسوس کرتا ہے۔

122۔ اے جانِ پدر! جو کام مشکل ہو اس کو ترک نہیں کر دیتے۔ اہل حق، اہل دل اور باصفا انسانوں کا ملنا مشکل سہی مگر تم اس کے لیے تگ و دو اور سعی و جہد کو ترک نہ کرنا بلکہ اپنے ذوقِ طلب میں اضافہ کرنا۔ باصفا انسان کی عدم دستیابی کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باضمیر اور بے ضمیر انسانوں کا بھرم رکھا ہے اور شکل سے ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ شخص بے ضمیر ہے اور یہ باضمیر بلکہ یہ حقیقت یا خود انسان جانتا ہے یا اللہ جو خالق کائنات ہے کہ کون کہاں کھڑا ہے۔ ماحول میں اچھے لوگوں کو ملتے رہنے اور عادت بنا لینے سے انسان آگے بڑھتا ہے تعلقات، تجربہ اور INTERACTION کے طویل تجربہ سے ہی انسان کسی کے باصفا انسان اور صاحب دل کے ہونے کا فیصلہ کرسکتا ہے ایسے لوگ اونچے اونچے دعوے نہیں کرتے حبِ جاہ اور شہرت سے کوسوں دور ہوتے ہیں دنیاوی اعتبارات سے بھی بالعموم اوسط درجے کی حیثیت والے ہوتے ہیں۔ کوشش جاری رکھو اور جذبہ صادق ہو تو اللہ ایسے انسانوں سے ضرور ملاقات کرا دیتا ہے۔

ٹرمپ کی کشمیر پر ثالثی کی پیشکش فریب اور دھوکہ ہے جس کا مقصد پاکستان کا منہ بند رکھنا ہے۔ حقیقت میں جس طرح وہ گریٹر اسرائیل کے لیے اسرائیل کی مدد کر رہا ہے اسی طرح وہ ہندوتوا کے ایجنڈے پر مودی کی بھی مدد کر رہا ہے: ایوب بیگ مرزا

امریکہ، اس کے پراکسیز اور ہمارے ملک کا سیکولر طبقہ جو ہمیشہ امریکہ کی حمایت میں سب سے آگے ہوتا ہے یہ سب مل کر اس خطے میں کوئی انتشار یا جنگی صورت حال پیدا کر سکتے ہیں تاکہ سی پیک اور BRI منصوبوں کو ناکام کیا جا سکے: رضاء الحق

ورلڈ اکنامک فورم اور پاک امریکہ تعلقات کے موضوعات پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: وزیراعظم عمران خان نے ورلڈ اکنامک فورم سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم دوسرے ممالک کے تنازعات حل کرانے میں اپنا رول ادا کریں گے لیکن کسی کی جنگ میں اپنا حصہ نہیں ڈالیں گے۔ کیا امریکہ کو ہماری نئی خارجہ پالیسی قابل قبول ہوگی؟

ایوب بیگ مرزا: عمران خان صاحب کی یہ بات کہ ہم دوسرے ممالک کے تنازعات حل کرانے میں کردار ادا کریں گے' ایک غیر حقیقی بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کا دعویٰ ایسا ملک تو کر سکتا ہے جس کی عسکری اور اقتصادی حالت مضبوط ہو اور دنیا میں اس کی پوزیشن بھی اچھی ہو۔ لیکن پاکستان اقتصادی لحاظ سے ہمیشہ دیوالیہ کی لائن کے آگے پیچھے رہتا ہے جبکہ عسکری لحاظ سے بھی بہت سارے دوسرے ممالک اس سے آگے ہیں۔ لہٰذا پاکستان کے لیے ایسا کوئی مضبوط رول ادا کرنا بڑا مشکل ہے۔ البتہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ہم کسی کی جنگ میں حصہ نہیں لیں گے اس حوالے سے عمران خان واحد سیاستدان ہیں جنہوں نے شروع سے ہی یہ رٹ لگائی ہوئی ہے۔ جب مشرف نے امریکہ کا اتحادی بننے کا فیصلہ کیا تھا تو اس وقت بھی عمران خان نے اس کی شدید مخالفت کی تھی۔ حالانکہ اس وقت دیگر سیکولر سیاسی جماعتیں اس جنگ کی مخالف نہیں تھیں۔ اگر عمران خان اس وقت اتنے مخالف تھے تو آج تو حالات ہی بہت بدل گئے ہیں۔ لہٰذا یہ پالیسی عمران خان کی مستقل چل رہی ہے۔ اُس وقت تو نائن الیون کے واقعہ کی وجہ سے کوئی ملک امریکہ کے خلاف جا ہی نہیں سکتا تھا لیکن اب تو بہت سارے معاملات میں یورپ بھی امریکہ کا ساتھ نہیں دے رہا۔ لہٰذا اب اگر کوئی جنگ ہوتی ہے تو پاکستان کا امریکہ کا ساتھ دینے کا کوئی امکان نہیں ہے اور اب اگر امریکہ کسی جنگ میں حصہ لیتا ہے تو وہ پاکستان کو اس میں شامل ہونے کے لیے نہیں کہے گا کیونکہ اسے معلوم ہے کہ پاکستان اس پوزیشن میں نہیں ہے۔ جہاں تک پاکستان کی اس نئی خارجہ پالیسی کا تعلق ہے کہ وہ امریکہ سے اپنا رخ موڑ لے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے میں پاکستان کو بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ کیونکہ امریکہ بہت بڑا ملک ہونے کے ساتھ ساتھ

مرتب: محمد رفیق چودھری

بہت پست سوچ رکھنے والا ملک ہے جو پاکستان کا لحاظ کبھی نہیں رکھے گا۔ پاکستان کو اس حوالے سے ایک دم یوٹرن نہیں لینا چاہیے بلکہ آہستہ آہستہ امریکہ کی دوستی سے اپنا دامن چھڑانا چاہیے۔ اس حوالے سے ہماری مقتدر قوتوں کو بھی احساس ہے۔ پہلے ہماری فوج امریکہ کے زیادہ قریب تھی لیکن اب وہ تقریباً تین چار سال سے پیچھے ہٹ رہی ہے۔ اس وقت چین امریکہ کے مقابلے میں آگیا ہے۔ دونوں ملکوں کے درمیان تجارتی جنگ بڑی شدت اختیار کر چکی ہے اور یہ جنگ کسی موقع پر بھی بارود کی جنگ میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ اللہ نے پاکستان کی جغرافیائی پوزیشن ایسی بنائی ہوئی ہے کہ امریکہ اور چین دونوں کو پاکستان کی ضرورت ہے۔ بہرحال ہمیں چاہیے کہ خاموشی سے امریکہ کی دوستی سے پیچھے ہٹتے چلے جائیں لیکن چین کی طرف بھی زیادہ تیزی کے ساتھ جانے کی ضرورت نہیں ہے، وہاں بھی احتیاط کی ضرورت ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ چین نے ہمیں کبھی دھوکہ نہیں دیا بلکہ ہمیشہ دوستی نبھائی ہے جبکہ اس کے مقابلے میں امریکہ نے دوستی کی آڑ میں ہمیشہ دھوکہ دیا ہے بلکہ جب بھی ہمارے اوپر مشکل وقت آیا تو اس نے ہماری پیٹھ میں چھرا گھونپا ہے لیکن اصل میں آج ہر ملک اپنے مفادات کو دیکھتا ہے پاکستان کو بھی اپنے مفادات کو دیکھنا چاہیے۔

سوال: ورلڈ اکنامک فورم میں پاکستان کے معاشی حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے وزیراعظم عمران خان نے کہا ہے کہ پاکستان میں دوسو فیصد انوسٹمنٹ بڑھی ہے اور Ease of doing business index میں ہم نے 28 درجے ترقی کی ہے۔ آپ کے خیال میں کیا پاکستان کی معیشت سنبھل چکی ہے اور صحیح راہ پر گامزن ہے؟

رضاء الحق: وزیراعظم نے جو کہا ہے اس کے بارے میں ہمیں معلوم نہیں ہے کہ ان معلومات کے ذرائع کیا ہیں۔ ممکن ہے یہ پاکستان کے اپنے ذرائع ہوں یا کسی عالمی مانیٹرنگ ادارے سے معلومات حاصل کی ہوں۔ بہرحال ان معلومات کے ذرائع ہمیں معلوم نہیں ہیں۔ پھر ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ اس حوالے سے ہمارے ہاں پیمائش کے پیمانے کون سے ہیں؟ کیا یہ بہتری پورے ملکی سطح پر آئی ہے یا کسی خاص صوبے یا فیڈریشن کے لیول کے اوپر بات ہو رہی ہے۔ پھر یہ بھی دیکھنا پڑے گا کہ یہ بات ہماری مکمل اکانومی کے حوالے سے کی گئی ہے یا کچھ خاص سیکٹرز کے حوالے سے کی گئی ہے۔ بہرحال بہت سارے دوسرے انڈیکیٹرز بھی ہیں اور حکومت کی اپنی فگرز بھی ہیں، سٹیٹ بنک کی فگرز بھی ہیں اور عالمی فگرز بھی ہیں جن کے مطابق پاکستان کی معیشت نیچے گئی ہے۔ وزیراعظم صاحب نے وہاں یہ بات کیوں کی؟ اس پوری صورت حال کو سمجھنے کے لیے ورلڈ اکنامک فورم کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ ورلڈ اکنامک فورم ایک قسم کا کلب ہے۔ ہم اس کو debating club بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ وہاں کسی ایسی

پالیسی کا فیصلہ نہیں ہوتا جس کی پابندی کسی ملک کے لیے لازم ہو بلکہ وہاں پر مختلف لوگ اکٹھے ہو کر اپنے آئیڈیاز شیئر کرتے ہیں۔اس مرتبہ اس فورم کا پچاسواں اجلاس تھا۔ اجلاس کا بنیادی ایجنڈا Clinate change اور تجارتی نظام کی بہتری تھا۔یعنی کس طرح آپ اپنے بزنسز کو آگے بڑھا سکتے ہیں۔اس کے علاوہ ایجنڈے میں دو چیزیں ٹیکنالوجی کے نقطۂ نظر سے شامل تھیں۔ایک جو ٹیکنالوجی ایڈوانس ہو رہی ہے وہ ملکوں کے اندر کاروباری رجحان اور تجارت کے ماڈلز کو کس طرح متاثر کرے گی اور پھر وہاں کی معیشت کے سٹرکچر کو کس طرح تبدیل کرے گی۔چونکہ یہ بحث مباحثے کا کلب ہے اس لیے اس میں مختلف ممالک کے حکمران خاندانوں کے پانچ ممبرز بھی موجود تھے۔اس کے علاوہ 23 ممالک کے وزرائے اعظم اور 22 ممالک کے صدور موجود تھے جبکہ باقی سارے تجارتی برادری کے لوگ تھے جو وہاں اکٹھے ہوئے تھے۔جہاں تک پاکستان کی معیشت کے سنبھلنے کا تعلق ہے تو اس میں کوئی بہتری نہیں آئی البتہ پاکستان کو کچھ فوائد ضرور ملے ہیں۔ایک تو سی پیک منصوبے کی وجہ سے ہمارے انڈکس بڑھتے ہوئے نظر آتے ہیں۔پھر کچھ دوسرے ممالک بھی پاکستان سے تعلق بڑھانے کے لیے کچھ منصوبے دے رہے ہیں۔ لیکن ہماری حکومت کے پاس شروع سے لے کر اب تک کوئی واضح پالیسی نہیں ہے جس کی بنیاد پر کہا جا سکے کہ ہماری معیشت آگے جا کر بہت زیادہ بڑھے گی۔بہرحال ورلڈ اکنامک فورم ایک ایسا فورم ہے جس کے اندر اگر آپ کی معیشت میں کوئی بہتری آئی ہو تو اس کو پیش تو کر سکتے ہیں اور لوگوں سے مل سکتے ہیں لیکن وہاں سے آپ کو کوئی پالیسی نہیں دی جاتی ہے جس سے آپ کو فائدہ ہو۔

سوال: ڈیوس میں صدر ٹرمپ نے ایک بار پھر کشمیر پر ثالثی کی پیشکش کی ہے۔آپ کے خیال میں امریکہ مسئلہ کشمیر کے حل میں سنجیدہ ہے یا ثالثی کی بار بار پیشکش محض لفاظی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میں ہمیشہ اسرائیل، امریکہ اور بھارت کو ابلیسی اتحاد ثلاثہ کہتا ہوں۔ان تین ملکوں کی دوستی کی مثال دنیا میں نہیں ملے گی اور ان تینوں کی دوستی کی بنیاد صرف ایک ہے اور وہ ہے اسلام دشمنی۔اگرچہ امریکہ کو بھارت سے بہت سی شکایات بھی ہیں، اسی طرح بھارت کو بھی امریکہ سے ہوں گی لیکن اسلام دشمنی میں دونوں ایک پیج پر ہیں۔پاکستان چونکہ اسلامی ملک ہے اس لیے ایک بات تو واضح ہے کہ امریکہ کا کوئی بھی صدر پاکستان کا حقیقی دوست نہیں ہو سکتا۔لہٰذا ٹرمپ بھی پاکستان کا دوست نہیں ہے۔وہ حقیقی اور فطری دوست صرف بھارت کا ہے۔جس طرح وہ یہودیوں کا دوست ہے اسی طرح وہ بھارت کا بھی دوست ہے۔کشمیر کا ہاتھ سے نکل جانا بھارت کے لیے زندگی اور موت کا سوال ہے۔اس صورت حال کو سامنے رکھیں تو پھر ٹرمپ کیسے کوئی ایسا کام کر سکتا ہے جو بھارت کے خلاف جائے۔ٹرمپ ثالثی کی بات اس لیے کر رہا ہے کیونکہ اس کے پاکستان کے ساتھ دوسرے مفادات ہیں۔ بالخصوص افغانستان کے حوالے سے اسے پاکستان کے کردار کی ضرورت ہے۔اس کے لیے صرف یہ کہہ دینا کہ میں کشمیر پر ثالثی کروا دوں گا اس سے ٹرمپ کا کیا جاتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ بھارت کبھی نہیں مانے گا۔لیکن وہ یہ آفر کر کے پاکستان کو خوش کر دیتا ہے کہ میں تو آپ کے لیے یہ کر سکتا ہوں لیکن اب بھارت نہیں مانتا تو میں کیا کروں۔بہرحال ٹرمپ کی یہ پیشکش ایک فراڈ، مکاری اور عیاری ہے جو صرف پاکستان کا منہ بند کرنے کے لیے ہے۔دوسری طرف پاکستان اس کی مکاری کو سمجھتا ہے لیکن وہ دنیا کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ پاکستان تو اس کا کوئی حل چاہتا ہے، وہ ثالثی قبول کرنے کے لیے بھی تیار ہے لیکن بھارت ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔

> **افغانستان میں طالبان حکومت میں آجائیں اور پاکستان حقیقی اسلامی ریاست بن جائے تو پھر اس خطے میں ایک ایسا فطری اتحاد وجود میں آجائے گا جس کا مقابلہ کرنا اسلام دشمنوں کے لیے بہت مشکل ہوگا۔**

رضاء الحق: اسرائیل اور امریکہ کی قربت آپ دیکھ سکتے ہیں کہ 28 جنوری کو ڈونلڈ ٹرمپ نے ڈیل آف سنچری کے نام سے مشرق وسطیٰ امن منصوبے کا اعلان کیا ہے۔اس موقع پر اسرائیل کے وزیراعظم نیتن یاہو موجود تھے اور ان کی موجودگی میں یہ اعلان کیا گیا۔اس منصوبے کے مطابق فلسطینی مسلمانوں کو یروشلم سے نکال کر کسی دوسری جگہ آباد کیا جائے گا اور یروشلم میں ان کی جگہ نئی یہودی بستیاں بسائی جائیں گی۔ظاہر ہے ٹرمپ کا یہ کردار صرف اسرائیل کے فائدے کے لیے ہے۔اسی طرح ٹرمپ انڈیا کے لیے بھی وہی کچھ کرے گا جس سے انڈیا کو فائدہ ہو۔جس طرح ٹرمپ کے مشرق وسطیٰ امن منصوبے پر اگر عرب ممالک شور مچائیں گے بھی تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ ہوگا وہی جو اسرائیل چاہ رہا ہے۔الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کچھ اور ہو۔اسی طرح کشمیر کے معاملے میں بھی ٹرمپ بھارت کا فائدہ دیکھے گا۔

ایوب بیگ مرزا: سب سے زیادہ افسوس ناک رویہ عربوں کا ہے جو آنکھیں بند کر کے سب کچھ تسلیم کیے جا رہے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام مسلمان ممالک کو اس کے خلاف ہونا چاہیے لیکن اگر گھر والے ہی کچھ نہیں کر رہے تو باہر والے کیا کریں گے؟

سوال: امریکہ کے سی پیک مخالف بیان کے بعد سی پیک منصوبے کا مستقبل کیا ہے؟

رضاء الحق: امریکہ نے اوباما دور کے آخر میں ایشیا کے حوالے سے اپنی پالیسی واضح کی کہ وہ اپنا فوکس ایشیا کے خطے میں قائم رکھے گا۔سی پیک کا منصوبہ جس روٹ پر ہے اس کو پہلے شاہراہ ریشم کہا جاتا تھا۔اس کے سوا باقی دنیا کے سارے تجارتی روٹس پر امریکہ کی گرفت مضبوط ہے۔ امریکہ نے اپنی ایشیا پالیسی کے تحت اور اپنی نیشنل ڈیفنس سٹریٹیجی کے تحت یہ کہا تھا کہ بی آر آئی اور سی پیک ہمارے لیے کانٹا ہیں اور ہم انہیں کسی صورت کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔اس حوالے سے انہوں نے انڈیا کو بھی استعمال کرنے کی کوشش کی۔دوسری طرف اسرائیل کے مفاد کو سامنے رکھتے ہوئے وہ مشرق وسطیٰ میں جنگوں کا سلسلہ شروع کرنا چاہ رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ BRI کے پراجیکٹس کو غیر مستحکم کرنا چاہتے ہیں۔لیکن چونکہ آبنائے ہرمز کا روٹ یورپ تک جاتا ہے۔اگر وہاں کوئی رکاوٹ پیدا ہوتی ہے تو اس سے یورپ اور امریکہ کو زیادہ نقصان ہوگا۔جس سے امریکی پوزیشن خود بخود کمزور ہو جائے گی۔جبکہ چین کو فائدہ پہنچے گا۔امریکہ کے سی پیک مخالف بیان کے جواب میں چین نے چند باتیں گنوائیں جو ہمارے لیے قابل فہم ہیں اور ان پر پاکستان کو سوچنا بھی چاہیے۔اس خطے میں امریکہ، اس کے پراکسیز اور ہمارے ملک کا سیکولر طبقہ جو ہمیشہ امریکہ کی حمایت میں سب سے آگے ہوتا ہے یہ سب مل کر اس خطے میں کوئی انتشار یا جنگی صورت حال پیدا کر سکتے ہیں جس سے سی پیک کے منصوبے کو نقصان پہنچے گا اور اس کا پاکستان کو بھی نقصان ہوگا۔لہٰذا سی پیک کی حفاظت کے لیے پاکستان کو بہت سے اقدامات کرنے ہوں گے۔

سوال: پاکستان اور چائنہ کا دن بدن بڑھتا ہوا معاشی گٹھ جوڑ پاکستان اور امریکہ کے سفارتی تعلقات پر کس حد تک اثر انداز ہو سکتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: پاک امریکہ تعلقات کے حوالے سے یہ دونوں ممالک سمجھ چکے ہیں کہ یہ تعلقات اب لیپا

ہوتی ہے۔ پاکستان چھوٹا ہے، کمزور ہے، لہٰذا وہ امریکہ کو مشتعل نہیں کرنا چاہتا جبکہ امریکہ کو افغانستان کے مسئلے پر پاکستان کی ضرورت ہے لہٰذا وہ پاکستان کو اتنا ناراض نہیں کرنا چاہتا کہ ہم اس سے بہت ہی دور ہو جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج دنیا میں اصل طاقت معیشت ہے۔ عسکری اسلحہ کی حیثیت اب ثانوی ہوگئی ہے۔ آج کے دور میں جو ملک آزاد ہے اور اس کی معیشت اچھی ہے تو عسکری قوت خود بخود اس کی اچھی ہو جائے گی لیکن اگر اس کی معیشت ٹھیک نہیں ہے تو اس کی عسکری قوت مضبوط ہونا بہت مشکل ہے۔ سی پیک کی اہمیت اسی لیے زیادہ ہے کہ سی پیک منصوبے سے پاکستان اور چین دونوں کی معیشت مضبوط ہوگی اور اس کی وجہ سے ان کی عسکری قوت میں بھی اضافہ ہوگا۔ پھر سی پیک کی وجہ سے امریکی معیشت کو بھی ضرب پہنچے گی اور امریکہ کمزور ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر چین گوادر کے راستے تجارت شروع کرتا ہے تو اس سے یورپ، مشرق وسطیٰ اور افریقہ میں چین کی تجارت بڑھے گی جبکہ یورپ اور امریکہ کو تجارتی جھٹکے لگیں گے۔ پاکستان اور چین میں کوئی بھی حکومت میں آئے تو وہ سی پیک سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ کیونکہ اس حوالے سے دونوں ممالک جتنا آگے جا چکے ہیں اب پیچھے ہٹنا دونوں کے لیے موت ہوگی۔ لہٰذا یہاں بعض چیزیں نوشتہ دیوار ہیں کہ ان کے ہوئے بغیر گزارہ نہیں ہے۔ لہٰذا سی پیک کا مستقبل بھی محفوظ ہے۔ اب پاکستان اور چین دونوں کو مل کر یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ انہوں نے امریکہ کے ردعمل کا کیسے سامنا کرنا ہے۔ امریکہ یقیناً سی پیک کو سبوتاژ کرنے کے لیے کسی نوعیت کا حملہ کرے گا۔ اس وقت میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ وہ کیا کرے گا لیکن امریکہ اس منصوبے کی کامیابی برداشت نہیں کرے گا اور عین ممکن ہے کہ یہی چیز کسی بڑی جنگ کا پیش خیمہ ثابت ہو جائے۔

سوال: کہا جا رہا ہے کہ شاہ محمود قریشی کا حالیہ دورہ امریکہ اور ایلس ویلز کا دورہ پاکستان ایرانی جنرل کی ہلاکت پر ایران کے غم و غصے کو کاؤنٹر کرنے کی کوشش کا حصہ ہے۔ یہ بات کہاں تک درست ہے؟

رضاء الحق: دونوں صورتیں ممکن ہو سکتی ہے۔ امریکہ کے لیے اس وقت سب سے اہم کام گریٹر اسرائیل کا منصوبہ ہے جس کو آگے بڑھانے کے لیے مغرب اور ابلیسی اتحاد ثلاثہ کوشش کر رہے ہیں۔ ابھی حال ہی میں ہولوکاسٹ کی 75 ویں برسی منائی گئی ہے۔ گویا انہوں نے پوری دنیا کو یاد رکھوایا ہوا ہے کیونکہ دنیا کی معیشت اور میڈیا یہود کے قبضے میں ہے۔ اس برسی میں پوری دنیا کے لیڈرز پہنچے ہوئے تھے۔ گریٹر اسرائیل کے راستے میں مستقبل میں ایران رکاوٹ بن سکتا ہے۔ لہٰذا ممکن ہے جنرل قاسم سلیمانی کی ہلاکت کے بعد حالات کو کنٹرول کرنے کے لیے یہ دورے ہوئے ہوں۔ اصل میں اس خطے میں جو ایک اینٹی امریکہ بلاک بن رہا ہے جس میں چین، روس اور پاکستان بڑے ممالک ہیں، یہ بلاک دنیا کو بائی پولر بلکہ شاید ملٹی پولر کی صورت میں بھی لے جا سکتا ہے۔ لہٰذا امریکہ پاکستان پر اس لیے بھی پریشر ڈال رہا ہے کہ وہ اس بلاک سے باہر نکلے۔ پاکستان کو پریشرائز کرنے کے اس کے پاس ابھی بھی بڑے ٹولز ہیں۔ شاید لوگ سمجھتے ہیں کہ امریکہ اب پاکستان پر اثر انداز نہیں ہو سکتا لیکن چونکہ پاکستان کی معیشت مضبوط نہیں ہے اس لیے امریکہ پاکستان پر معاشی لحاظ سے بہت پریشر ڈالتا ہے۔ پھر پاکستان پر بڑے عرصے سے ایف اے ٹی ایف کی تلوار بھی لٹک رہی ہے اور وہ اس کو بلیک لسٹ میں ڈالنا چاہ رہے ہیں۔ شنید یہ ہے کہ پاکستان اگست میں گرے لسٹ سے بھی نکل جائے گا اور ظاہر ہے اس میں امریکہ کوئی نہ کوئی رول پلے کرے گا اور بدلے میں کوئی فائدہ بھی چاہے گا۔ افغان جنگ میں امریکہ جس طرح زچ ہو چکا ہے شاید وہ چاہے کہ اس میں اس کو فیس سیونگ ملے۔ کیونکہ افغانستان وہ گوند کا تالاب ہے جس میں وہ دھنس چکا ہے۔ یہ بھی ایک وجہ ہو سکتی ہے۔

سوال: کیا افغان طالبان اور امریکہ کے مذاکرات کسی نتیجہ خیز حل تک پہنچ پائیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: اس فورم کے ذریعے ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ یہ مذاکرات کسی نتیجہ تک نہیں پہنچیں گے۔ لیکن اب حالات میں کچھ تبدیلی آئی ہے۔ چونکہ امریکہ میں نومبر میں صدارتی الیکشن ہو رہے ہیں اور امید یہ تھی کہ ٹرمپ امریکہ کے عوام کو یہ خوش خبری سنائے گا کہ ہم افغانستان سے کامیابی سے نکل آئے ہیں اور یہ میرا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ لیکن تازہ ترین اطلاعات کے مطابق افغان طالبان نے امریکہ سے کہا ہے کہ اگر آپ کا ایک فوجی بھی افغانستان میں رہ گیا تو مذاکرات کامیاب نہیں ہوں گے۔ یعنی ہم کوئی ڈیل سائن نہیں کریں گے اور یہ امریکہ کے منہ پر بہت بڑا طمانچہ ہے۔ میرے خیال میں امریکہ کے پاس یہ تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوگا وگرنہ دوسری صورت میں امریکہ افغانستان میں بھی کوئی تباہی کا کھیل کھیلے گا اور پاکستان کے لیے بھی کوئی مسئلہ پیدا کرے گا۔ سوچنا یہ ہے کہ اس صورت میں مسلمانان پاکستان کو کیا کرنا چاہیے۔ ایک زمانے میں ہمارا سیکولر طبقہ شور مچا رہا تھا کہ پاکستان میں طالبانائزیشن ہو جائے گی تو اس موقع پر بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے کہا تھا کہ طالبانائزیشن سے بچنے کے لیے یہاں اسلامائزیشن کی جائے تو طالبانائزیشن کا خطرہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔ یعنی اگر اس وقت پاکستان بچنا چاہتا ہے تو وہ صحیح معنوں میں خلافت راشدہ کے ماڈل پر ایک اسلامی فلاحی ریاست بن جائے تب امریکہ کے لیے بہت مسائل پیدا ہو جائیں گے۔ کیونکہ اگر افغانستان میں طالبان حکومت میں آ جائیں اور پاکستان حقیقی اسلامی ریاست بن جائے تو پھر اس خطے میں ایک ایسا فطری اتحاد وجود میں آ جائے گا جس کا مقابلہ کرنا دشمنوں کے لیے بہت مشکل ہوگا۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

دعائے صحت کی اپیل

☆ نائب امیر حلقہ جنوبی پنجاب مرزا قمر رئیس بیگ کی خالہ بیمار ہیں۔

برائے بیمار پرسی: 0321-6303691

☆ قرآن اکیڈمی ملتان کے رفیق تنظیم محمد زاہد بلوچ کے بھائی کا ہرنیا کا آپریشن ہوا ہے۔

برائے بیمار پرسی: 0303-6638890

☆ معتمد حلقہ پنجاب جنوبی شوکت حسین انصاری کی ساس، والدہ اور بھتیجی بیمار ہیں۔

برائے بیمار پرسی: 0322-6187858

☆ تنظیم اسلامی لاہور وسطی کے سینئر رفیق جناب محمد راشد صاحب طویل عرصہ سے فالج کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔ ان دنوں ان کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہے۔

☆ ہارون آباد کے سینئر رفیق تنظیم جناب نثار شفیق صاحب ان دنوں کمر کی شدید تکلیف کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

تنظیم اسلامی کے سلوگن میں تبدیلی

تنظیمِ اسلامی کا پیغام: خلافتِ راشدہ کا نظام

بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے جماعت اسلامی سے علیحدہ ہونے کے بعد غلبۂ دینِ حق کے لیے اپنی مساعی کا آغاز کیا تو جماعت اسلامی کی اختیار کردہ اصطلاحات ''شہادت علی الناس''، ''اقامت دین'' اور ''غلبہ دین حق'' ہی کو استعمال کیا مزید برآں جہاد فی سبیل اللہ کے وسیع تصور کو واضح کیا اور اس کے مراحل ولوازم کے پورے نقشے کو سیرت النبی ﷺ سے اخذ کرکے دکھایا تاہم ان کو یہ احساس ضرور رہا کہ ان ثقیل اصطلاحات سے پڑھا لکھا طبقہ تو قدرے محنت سے مانوس ہو جاتا ہے لیکن عوام الناس کے قلب وذہن تک ان کے ذریعے رسائی ممکن نہیں۔

1991ء میں بعض احباب کے توجہ دلانے پر خلافت کی اصطلاح کو استعمال کرنا شروع کیا گیا کیونکہ بقول بانی محترمؒ ''خلافت راشدہ کی تابناک یاد پوری نوع انسانی کے اجتماعی تحت الشعور میں ایک حسین خواب کی مانند ثبت ہے لہٰذا اس کے ذریعے عوام وخواص دونوں کے قلوب واذہان تک بآسانی رسائی حاصل کی جاسکتی ہے۔''

لیکن اب کچھ عرصہ سے خلافت کی اصطلاح کا غلط استعمال شروع ہو گیا ہے۔ داعش اور بعض دوسری انتہا پسندانہ نظریات رکھنے والی جماعتیں اپنی پرتشدد کارروائیوں اور سرگرمیوں کے لیے خلافت کا نام استعمال کر رہی ہیں جس سے عوام الناس میں بالعموم اور پڑھے لکھے طبقے میں بالخصوص کنفیوژن پیدا ہو رہا ہے اور جب خلافت کی اصطلاح ان کے سامنے آتی ہے تو ان کا ذہن لامحالہ اس طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

علاوہ ازیں خلافت کے عنوان سے بعض لوگوں کے ذہن میں دور ملوکیت جس کو حدیث نبوی ﷺ میں کاٹ کھانے والی ملوکیت کہا گیا ہے کا نقشہ سامنے آجاتا ہے۔ جبکہ مسنون اصطلاح ''خلافت علی منہاج النبوۃ'' ہے۔ جس کو بانی محترمؒ نے باقاعدہ تنظیم اسلامی کے دستور کی پہلی دفعہ ''مقصد، نصب العین اور تنظیمی اساس'' میں اختیار کیا ہے۔

اس تناظر میں ایک معزز رکن نے مجلس شوریٰ کے اجلاس منعقدہ دسمبر 2019ء میں تجویز پیش کی کہ ان حالات میں ہمیں اپنے سلوگن پر نظر ثانی کرنی چاہیے اور ''تنظیم اسلامی کا پیغام: خلافت راشدہ کا نظام'' اختیار کرنا چاہیے کیونکہ پانچ ادوار والی حدیث مبارک میں خلافت راشدہ کے لیے خلافت علی منہاج النبوۃ کے الفاظ استعمال کیے گئے یعنی 'بعینہٖ نبوت کے نقش قدم' پر اور اسی حدیث مبارک میں پانچویں اور آخری دور (جس کے لیے تنظیم اسلامی بحمد اللہ کوشش اور جدوجہد میں مصروف ہے) کے لیے خلافت علی منہاج النبوۃ کے الفاظ استعمال کیے گئے۔ اس سلوگن سے لفظ خلافت کی وضاحت ہو جائے گی کہ تنظیم اسلامی کے پیش نظر آئیڈیل خلافت کون سی ہے اور اس اصطلاح سے منسلک غلط نظریات وتصورات کا تدارک ہو جائے گا۔

طویل اور بھرپور مشاورت کے بعد امیر محترم نے بحث کو سمیٹتے ہوئے فرمایا کہ یہ خلافت کی اصطلاح 1991ء میں اختیار کی گئی اور اس کا مقصد ہی یہی تھا کہ لوگوں کے اذہان سے قریب تر ہو کر بات کی جائے۔ انہوں نے تنظیم اسلامی کے دستور کی دفعہ 1 ''مقصد، نصب العین اور تنظیمی اساس'' کی شق (ا) کا حوالہ دیتے ہوئے کہا تنظیم اسلامی نہ معروف معنی میں سیاسی جماعت ہے، نہ مذہبی فرقہ، بلکہ ایک اصولی، اسلامی، انقلابی جماعت ہے جو پہلے پاکستان اور بالآخر کل روئے زمین پر اللہ کے دین کے غلبے، یعنی اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے قیام، یا بالفاظ دیگر ''اسلامی انقلاب'' اور اس کے نتیجے میں ''نظام خلافت علی منہاج النبوۃ'' کے قیام کے لیے کوشاں ہے۔ لیکن یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ کون سی خلافت قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، داعش کی خلافت، فلاں کی خلافت، فلاں کی خلافت۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے نزدیک آئیڈیل خلافت راشدہ ہے، ''خلافت علی منہاج النبوۃ'' جن کو قرآن نے 'اولئك هم الراشدون'' کہا ہے اور حدیث مبارک میں 'علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین'' کے الفاظ آتے ہیں اور مسلمان تو مسلمان غیر مسلموں کے اذہان میں بھی اس کی یاد ایک خوشگوار خواب کی حیثیت سے موجود ہے۔ چنانچہ 1937ء میں گاندھی جی نے اپنے اخبار ھریجن میں اک مقالے میں کانگریسی وزراء کو خطاب کرتے ہوئے لکھا تھا کہ ''میں آپ لوگوں کے سامنے ابوبکر وعمر کی مثال پیش کرتا ہوں''۔

حقیقت یہ ہے کہ خلافتِ راشدہ کی اصطلاح کو استعمال کرنے کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ خلافت کی حقیقت کو سمجھا جائے اور عام کیا جائے، اس کی فلسفیانہ بنیادوں کو ذہنوں میں راسخ کیا جائے۔ البتہ آئندہ خلافت کی شکل کیا ہوگی اس کے بارے میں یہ واضح نوٹ کر لیا جائے کہ اس کے لیے بھی اصول خلافت راشدہ سے ہی لیے جائیں گے۔ لیکن بہرحال اس ضمن میں مرور زمانہ کے ساتھ Social Evolution کے نتیجے میں جو تبدیلیاں آگئی ہیں اور دور حاضر کے جو تقاضے سامنے آئے ہیں اس کے لیے ہمارے پاس بانی محترمؒ کی جانب سے خالص علمی اور عقلی استدلال کے ساتھ مجوزہ ''خلافت کی حقیقت اور عصر حاضر میں اس کا نظام'' کے عنوان سے ایک گرانقدر تحریری سرمایہ موجود ہے۔ لہٰذا آئندہ سے تنظیم اسلامی کا سلوگن ''تنظیم اسلامی کا پیغام: خلافت راشدہ کا نظام'' ہوگا۔ یہ خلافت کی وضاحت بن جائے گا اور اس سے منسلک غلط نظریات وتصورات کا تدارک بھی ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ!

اعتذار

شمارہ نمبر 4 میں 5 فروری سے متعلقہ سیمینار کے اشتہار میں تنظیم اسلامی کے سلوگن میں غلطی سے ''خلافت راشدہ کا نظام'' کی بجائے ''خلافت راشدہ کا قیام'' لکھا گیا تھا۔ جس کے لیے معذرت خواہ ہیں۔

بقیہ: اداریہ

جذبہ پیدا نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ آج رحمی رشتوں سمیت تمام رشتے دم توڑ رہے ہیں۔ بھائی کا بھائی سے، والدین کا اولاد سے تعلق خون ایک ہونے کی بنیاد پر نہیں مفاد ایک ہونے کی بنیاد پر ہے۔ مفاد اگر ایک جیسا نہیں تو پھر کوئی تعلق کوئی واسطہ کوئی رشتہ نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ گھر ہر بچے کی پہلی درسگاہ ہے اس درس گاہ میں سیکھا ہوا سبق تا حیات اپنے اثرات رکھتا ہے۔ اِس درس گاہ میں اِسلامی معاشرت اگر رائج ہے تو حیا اُس گھرانے کے فرد کا سرمایہ ہوگی۔ کفار اگر آج ہمارے معاشرتی نظام پر بھرپور طور پر حملہ آور ہیں تو اُس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ سیاسی اور معاشرتی سطح پر اُن کی فتح اُدھوری اور نامکمل رہ جائے گی اور اُن کے مذموم عزائم کی تکمیل نہ ہو سکے گی اگر وہ ہمارے معاشرتی نظام کو تلپٹ نہیں کر پاتے۔ اسلام کے قلعہ کی یہ آخری اور مضبوط دیوار ہے۔ عالم اسلام کا ہر فرد خاص طور پر مسلمانانِ عرب اور پاکستان کا چونکہ اسلام کے ساتھ خصوصی اور اضافی تعلق ہے لہٰذا وہ کان کھول کر سن لیں کہ بے پردگی بے حیائی کی طرف پہلا قدم ہے اور عریانی، فحاشی کا شاہدرہ ہے اور فحاشی بدکاری کی راہیں کھول دیتی ہے لہٰذا اصل احتیاط پہلے قدم پر لازم ہے۔ اے مسلمانو! پردے کو فرسودہ اور جہالت کہنے والوں کے عزائم پر غور کرو۔ کیا وہ آزادیٔ نسواں کے نام پر بے راہ روی کا درس نہیں دے رہے؟ کیا پردے کی دیوار پاش پاش کر کے عزتوں کو تار تار کرنے کے راستے نہیں کھولے جا رہے؟ کیا روشن خیالی کی چکا چوند اسلامی شعائر اور مشرقیت کو نظروں سے اوجھل نہیں کر رہی؟ اگر یہ درست ہے تو جنگ کے اِس پہلے محاذ پر ڈٹ جاؤ اور یہ نہ بھولو کہ گھر کی دیوار اگر گر جائے تو راہ گیر کو بھی گھر کے اندر سے راستہ بنانے سے روکا نہیں جا سکتا۔ آخر میں اللہ کا فیصلہ سن لیں جو حتمی ہے۔ ترجمہ: ”بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ اہل ایمان میں بے حیائی کا چرچا ہو اُن کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔“ (النور:19)

حقیقت یہ ہے کہ پردہ عورت کی عزت کا اصل ضامن ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ عالم اسلام معاشرتی جنگ اسلامی اقدار کے یا شعائر قلعہ میں محصور ہو کر ہی جیت سکتا ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین o

قابل غور

ایک قومی نظریہ نہیں دو قومی نظریہ!

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

حال ہی میں ڈاکٹر رمیش کمار کا ایک مضمون نظر سے گزرا، جس کا عنوان ”ایک قومی نظریہ“ ہے اور یہ ایک کثیر الاشاعت روزنامہ میں شائع ہوا ہے۔ ہم انتظار میں تھے کہ ”ریاست مدینہ“ کے دعویداروں میں سے کوئی اس کا نوٹس لے گا یا نظریہ پاکستان کے محافظوں کی طرف سے کوئی جواب دے گا مگر تا حال اس طرح کا کوئی ردعمل سامنے نہیں آیا۔ ہم اللہ تعالیٰ کی نصرت وتائید سے اس مضمون کے بارے میں اپنی معروضات پیش کریں گے۔

رمیش کمار اسلامی جمہوریہ پاکستان کی پارلیمنٹ کے رکن ہیں۔ یہ وہی رمیش صاحب ہیں جنہوں نے شراب کی حرمت کا بل پارلیمنٹ میں پیش کیا تھا۔ مسٹر رمیش یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ”قائداعظم کی زیر قیادت تحریک پاکستان میں ہمارے اکابرین نے دو قومی نظریہ کی بدولت انگریز سامراج سے آزادی حاصل کی.....“ مزید فرماتے ہیں کہ ”پاک سرزمین میں بسنے والے محب وطن ہندو شہریوں نے پاکستان کو دھرتی ماتا بنالیا“ موصوف پاکستان کے لیے اپنی خدمات کا بھی حوالہ دیتے ہیں۔ مزید برآں وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ ”جس طرح ہمارے بزرگوں نے دو قومی نظریہ کی بنیاد پر پاکستان حاصل کیا تھا، اسی طرح آج پاکستان کو سنوارنے کے لیے ہمیں ایک قومی نظریہ کی اشد ضرورت ہے، جس کی رُو سے پاکستان میں صرف ایک قوم بستی ہے اور وہ ہے پاکستانی“۔

رمیش صاحب نے اپنے موقف کو درست ثابت کرنے کے لیے قائداعظم کی 11 اگست 1947ء کی تقریر کا حوالہ بھی دیا ہے، جس میں اصل شناخت وطن کو بنایا گیا ہے اور مذہب کو انفرادی معاملہ قرار دیا گیا ہے۔ اس سے قطع نظر کہ قائداعظم کے 114 ارشادات، جن میں پاکستان کی شناخت دین اسلام، قرآن مجید، نبی اکرم ﷺ کا اسوۂ حسنہ اور خلافتِ راشدہ کو بتایا گیا ہے، کے مقابلے میں ایک قول کی کیا حیثیت ہے، ہم رمیش صاحب سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ ان کے وہ کون سے ہندو بزرگ تھے جنہوں نے قیام پاکستان کی حمایت کی تھی؟ قیام پاکستان کے موقع پر وہ کون لوگ تھے، جنہوں نے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی تھی؟ لاشوں سے بھری ہوئی ریل گاڑیاں کہاں سے پاکستان پہنچتی تھیں؟ تقسیم سے پہلے اور اعلان آزادی ہوتے ہی مسلمانوں پر دھاوا کس نے بولا تھا اور لاکھوں مسلمانوں کو کس نے موت کے گھاٹ اتارا تھا؟ آج کل سیکولر ہندستان میں مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے کیا وہ انھیں نظر آ رہا ہے؟ ہم ان سے یہ بھی معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ وہ کیا اسباب تھے جن کی بنا پر قائداعظم جیسا وسیع المشرب آدمی جو کبھی ہندو مسلم اتحاد کا سفیر کہلاتا تھا تحریک پاکستان میں شامل ہوا اور دو قومی نظریہ کا پرچارک بن گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ مسٹر رمیش ہندو ذہنیت سے واقف ہونے کے باوجود تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں یا پاکستانی مسلمانوں کو بے وقوف بنانے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ ہم رمیش صاحب سے گزارش کریں گے کہ وہ پاکستان میں اپنی حیثیت سے تجاوز کرنے کی کوشش نہ کریں وہ شکر کریں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے شہری ہیں مگر انہیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ وہ پاکستان کے ”غیر مسلم شہری“ ہیں جنہیں اسلامی اصطلاح میں ”ذمی“ کہا جاتا ہے اور اردو میں ”غیر مسلم اقلیت“۔ ہمارے دستور میں ان کے حقوق کا تعین کیا گیا ہے اور اسلامی قوانین میں ان کی حیثیت کو تسلیم کیا گیا ہے۔ انہیں کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ ملت اسلامیہ پاکستان کی اصل اسلامی شناخت کی بجائے انہیں صرف پاکستانی قوم باور کرائیں۔ پاکستان کی عظیم مسلم اکثریت کا نظریہ حیات اسلام ہے اور پاکستان کی اصل شناخت اسلامی ہے۔ انہوں نے پارلیمنٹ کے رکن کی حیثیت سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کا حلف اٹھایا ہوا ہے۔ 1973ء کے آئین کو متفقہ اسلامی دستور کہا جاتا ہے (ہمارے خیال میں اسے مکمل اسلامی دستور بنانے کے لیے دفعہ 2۔الف کو پورے دستور پر حاوی قرار دینے کی ضرورت ہے)۔ اس کی دفعہ 36 اقلیتوں کے تحفظ کے بارے میں ہے۔

ہم رمیش صاحب اوران جیسی سوچ کے حامل تمام لوگوں کو بتانا چاہتے ہیں کہ وہ اس حقیقت کو نہیں جھٹلا سکتے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان دوقومی نظریے کی بنیاد پر وجود میں آیا تھا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ہندوستان میں اپنا ایک جداگانہ تشخص رکھتے تھے۔وہ ہندوؤں سے ہر اعتبار سے علیحدہ تھے۔وہ ان کے ساتھ وطن کی بنیاد پر ایک قوم بن کر نہیں رہ سکتے تھے۔جن لوگوں کا یہ خیال تھا کہ ایک وطن میں رہنے والے مختلف مذاہب کے لوگ ایک قوم ہیں، ان کا یہ خیال اسلام کے حوالے سے ٹھیک نہیں تھا۔علامہ اقبالؒ نے اسی لیے بڑی شدومد سے اس فکر کی اصلاح کی اور کہا”خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمیؐ“۔ اسی کے ساتھ بڑے زوردار انداز میں وطنی قومیت کی نفی بھی کی۔ان کے درج ذیل اشعار بہت ہی واضح اور دوٹوک ہیں:

اس دور میں مے اور ہے، جام اور ہے، جم اور
ساقی نے بنا کی روش لطف وستم اور
تہذیب کے آزر نے ترشوائے صنم اور
مسلم نے بھی تعمیر کیا اپنا حرم اور
ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے!
یہ بت کہ تراشیدۂ تہذیب نوی ہے
غارت گر کاشانۂ دین نبوی ہے
بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام ترا دیس ہے تو مصطفویؐ ہے
نظارۂ دیرینہ زمانے کو دکھا دے
اے مصطفویؐ خاک میں اس بت کو ملا دے

اقبال کا یہ نظریہ دین اسلام کی تعلیمات کو سمجھنے کے بعد بنا تھا، ورنہ اس سے پہلے وہ وطن کے گن گاتے تھے۔ وہ وطنی قومیت کے نہ صرف علمبردار تھے بلکہ گہری ہندی قوم پرستی بھی ان کے اندر موجود تھی۔چنانچہ”ترانۂ ہندی“ان کا اسی دور کا ترانہ ہے:

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی وہ گلستاں ہمارا

اسی زمانے میں انہوں نے اپنی ایک نظم ”نیا شوالہ“ میں دو اشعار ایسے بھی لکھے جن کی ان کے بعد کے اشعار میں شدید ترین نفی ہوتی ہے:

سچ کہہ دوں اے برہمن! گر تو برا نہ مانے
تیرے صنم کدوں کے بت ہو گئے پرانے
پتھر کی مورتوں میں سمجھا ہے تو خدا ہے
خاک وطن کا مجھ کو ہر ذرہ دیوتا ہے

یہ اقبال ہی تھے جنہوں نے اسلام کی حقانیت کے پیش نظر وطنی قومیت کی شدید نفی کی اور مسلمانوں کے لیے علیحدہ ملک کا مطالبہ اس لیے کیا تاکہ وہ اپنے آزاد اور خودمختار ملک میں اپنے دین کے تقاضوں کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ 1930ء میں انہوں نے اپنے مشہور خطبہ الٰہ آباد میں کہا تھا کہ”میں ہندوستان اور مسلمانوں کے بہترین مفاد میں ایک الگ مسلم ریاست کے بنانے کا مطالبہ کرتا ہوں“۔ اس ضمن میں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ”اسلام کے لیے یہ ایک موقع ہوگا کہ عرب ملوکیت کے تحت اس پر جو پردے پڑ گئے تھے ان سے وہ چھٹکارا حاصل کر سکے اور اپنے قوانین، تعلیمات اور ثقافت کو اپنی اصل روح کے ساتھ روح عصر سے ہم آہنگ کر سکے“۔

نظریہ لادینیت (Secularism) مختلف مذاہب کے ماننے والوں کو ایک قوم قرار دیتا ہے کیونکہ اس فکر کے مطابق مذہب انسان کا ذاتی معاملہ ہے۔ اس کا ملکی واجتماعی معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اسلام اس نقطۂ نظر کو مسترد کرتا ہے۔اسلام کے مطابق مسلمان اور ہندو یا کوئی بھی غیر مسلم ایک قوم نہیں بن سکتے۔اس لیے کہ ان کے عقائد، عبادات، سماجی رسوم، معاشرت، معیشت اور سیاست سب کچھ نہ صرف یہ کہ ایک دوسرے سے مختلف ہے بلکہ متضاد ہے۔اسلام مسلمانوں کے صرف نجی وانفرادی معاملات کے لیے ہی ہدایات واحکامات نہیں دیتا بلکہ ”یہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری رسول ﷺ کی ہدایت کی روشنی میں زندگی کے تمام شعبوں کی تعمیر اور صورت گری کرتا ہے اور زندگی کے ہر پہلو کو ہدایت الٰہی کے نور سے منور کرتا ہے۔اسلام کی اصل دعوت یہ ہے کہ اللہ کی زمین پر اللہ کا قانون جاری وساری ہو اور دل کی دنیا سے لے کر تہذیب وتمدن کے ہر گوشے تک خالق حقیقی کی مرضی پوری ہو“۔اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاءؑ اس لیے بھیجے کہ وہ ہدایت ربانی کے نور سے پوری دنیا کو منور کردیں اور دین حق کی رہنمائی میں ایک نیا انسان اور ایک نیا معاشرہ قائم کریں۔تمام انبیاء اسی مشن کو لے کر آئے اور اس کام کو اپنی آخری، مکمل ترین اور معیاری شکل میں آخری رسول حضرت محمد ﷺ نے انجام دیا۔ اسلام زندگی سے فرار کی نہیں، زندگی کی تعمیر کی تعلیم دیتا ہے اور پوری زندگی کو سنوارنے کے لیے ہدایت کا ایک مکمل نظام بھی پیش کرتا ہے۔ ہدایت کے اسی نظام کا نام دین اور اسلامی نظریۂ حیات یا اسلامک آئیڈیالوجی ہے۔ جو لوگ اس نظریۂ کو قبول کرلیں وہ مسلم اور ایک ملت کہلاتے ہیں اور جو اس نظریۂ زندگی کو ماننے سے انکاری ہوں وہ کافر کہلاتے ہیں اور وہ کچھ شرائط کے ساتھ ملت اسلامیہ کے ساتھ مل کر ایک ملک میں رہ سکتے ہیں۔ان کے حقوق کا تحفظ ہوگا مگر اسلام قبول نہ کرنے کی وجہ سے وہ ملت اسلامیہ کے ساتھ مل کر ایک قوم نہیں بن سکتے۔جو لوگ اسلام کو محض ایک مذہب سمجھتے ہیں ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی، چاہے وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم۔

آخر میں ہم مسٹر رمیش کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ پاکستان امت مسلمہ کا ایک اہم ملک ہے۔اس میں بسنے والے 95فیصد مسلم ہیں۔جن کا نظریہ حیات اسلام ہے لہٰذا وہ سب ایک ملت ہیں۔اسی طرح ان کو یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے اور یہ بنیادی طور پر ملت اسلامیہ کا حصہ ہے۔اس کے اندر رہنے والے غیر مسلموں کو ان کے بنیادی حقوق حاصل ہیں یہی وجہ ہے کہ رمیش صاحب اسلامی جمہوریہ پاکستان کی پارلیمنٹ کے رکن ہیں۔ان کو قائداعظم کے اس قول پر اعتماد کرتے ہوئے پاکستان میں اپنی حیثیت کے مطابق رہنا چاہیے۔ 29 مارچ 1944ء کو قائداعظم نے غیر مسلم اقلیتوں کو یقین دہانی کراتے ہوئے فرمایا تھا: ”اگر پاکستان قائم ہو گیا تو غیر مسلموں کے ساتھ رواداری، انصاف اور فیاضی کا سلوک کیا جائے گا۔اقلیتوں کو یہ حقوق قرآن مجید نے دیے ہیں اور مسلمانوں کی تاریخ ان کو یہی سبق سکھاتی ہے“۔ رمیش صاحب کی طرح سوچنے والے لوگ تحریک پاکستان کے دنوں میں بھی قائداعظم سے اس قسم کے سوالات پوچھتے تھے۔11 جنوری 1944ء کو بیورلی نکولس نے انٹرویو کے دوران قائداعظم سے پوچھا تھا: ”جب آپ کہتے ہیں کہ مسلمان ایک قوم ہیں، کیا اس کا مطلب مذہب ہے“؟ اس سوال کے جواب میں قائداعظم نے فرمایا: ”کسی حد تک، لیکن صرف یہی نہیں۔میں زندگی کے لحاظ سے سوچتا ہوں، یعنی ہر وہ چیز جو زندگی میں اہم ہے۔آپ کو یہ علم ہونا چاہیے کہ اسلام صرف ایک مذہبی عقیدہ ہی نہیں ہے بلکہ ایک حقیقی اور مکمل ضابطۂ حیات ہے“۔

ضرورت رشتہ

☆ معتمد حلقہ پنجاب جنوبی کو اپنی بھانجی، عمر 25 سال، تعلیم بی ایڈ، سرائیکی کے لیے ہم پلہ، دین دار برسرروزگار، ہندوانہ رسومات سے بے زار، ملتان سے رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0322-6187858

خدمتِ خلق کے اہم اعمال

فریداللہ مروت

تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی زیادہ پیارا اور قابل احترام ہو گا جو لوگوں اور پوری مخلوق کے ساتھ اچھے سے اچھا سلوک کرے۔ لوگوں میں سے بہترین وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔ ذیل میں روز مرہ کی زندگی میں خدمت خلق سے متعلق چند اہم اور آسان اعمال کا مختصراً تذکرہ پیش خدمت ہے۔

دوسروں کے لیے دعا

جس طرح اپنی ذاتی حاجتوں کے لیے دعا مانگنی چاہیے۔ اسی طرح اپنے اعزہ واقرباء، دوست احباب اور عام مسلمانوں کے لیے دعا مانگنا بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔ حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے کہ ''جو مسلمان بندہ اپنے کسی بھائی کی غیر موجودگی میں اس کے لیے دعا کرتا ہے تو فرشتے اس کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ تم کو بھی ویسی ہی بھلائی ملے۔'' (صحیح مسلم)

بیمار پرسی

بیمار شخص کی عیادت (بیمار پرسی) بھی بڑے اجر وثواب کا عمل ہے اور آنحضرت ﷺ نے ہر مسلمان کے ذمہ دوسرے مسلمان کے جو حقوق بیان فرمائے ہیں ان میں بیمار پرسی بھی شامل ہے بعض فقہاء نے اسے واجب کہا ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ سنت ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کرنے جاتا ہے تو وہ مسلسل جنت کے باغ میں رہتا ہے۔'' (صحیح مسلم)

تعزیت کرنا

کسی شخص کے انتقال پر اس کے گھر والوں سے تعزیت کرنا اور اپنے قول وفعل سے ان کی تسلی کا سامان کرنا بھی بہت ثواب کا کام ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کرے اسے اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس مصیبت زدہ کو اس مصیبت پر ملتا ہے۔'' (جامع ترمذی)

مسلمان کی مدد کرنا

کسی مسلمان کا کوئی ضروری کام کر دینا، یا اس کے کام میں مدد کرنا، یا اس کی کسی پریشانی کو دور کر دینا بھی ایسا عمل ہے جس پر آنحضرت ﷺ نے بہت اجر وثواب کے وعدے فرمائے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص اپنے کسی بھائی کے کام میں لگا ہو اللہ تعالیٰ اس کے کام میں لگ جاتے ہیں اور جو شخص کسی مسلمان کی کوئی بے چینی دور کرے اللہ تعالیٰ اس کے صلے میں اس سے قیامت کی بے چینیوں میں سے کوئی بے چینی دور فرما دیتے ہیں۔'' (ابوداؤد کتاب الادب)

جائز سفارش کرنا

کسی مسلمان کے لیے جائز سفارش کرنا بھی بڑے ثواب کا کام ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

''جو شخص کوئی سفارش کرے اس کو اس میں سے حصہ ملے گا'' اور آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔ ((اِشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا)) سفارش کرو تمہیں ثواب ملے گا۔'' (ابوداؤد ونسائی)

کسی کے عیب کی پردہ پوشی کرنا

اگر کسی مسلمان کے کسی عیب کا علم ہو جائے تو جب تک اس سے کسی دوسرے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو اس کی پردہ پوشی بھی بڑے ثواب کا کام ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو کوئی بندہ کسی دوسرے بندے کی پردہ پوشی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔ (صحیح مسلم)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص کسی کا کوئی عیب دیکھے، اور اسے چھپا لے تو اس کا یہ عمل ایسا ہے جیسے کوئی زندہ درگور کی جانے والی لڑکی کو بچا لے۔'' (سنن ابی داؤد)

معاف کر دینا

جس شخص کو تکلیف پہنچائی گئی ہے اسے شریعت کی حدود میں رہ کر بدلہ لینے کا حق حاصل ہے لیکن اگر وہ بدلہ لینے کی بجائے اس کو معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بہت اجر وثواب ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

''اور انہیں چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر سے کام لیں، کیا تم یہ بات پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو معاف کر دے؟''

نرم خوئی

لوگوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پسندیدہ عمل ہے جس پر بہت ثواب ملتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''نرمی جس چیز میں بھی ہوگی، اسے زینت بخشے گی اور جس چیز سے بھی ہٹالی جائے گی اس میں عیب پیدا کر دے گی۔'' (صحیح مسلم)

صلح کرا دینا

اگر دو مسلمانوں کے درمیان کوئی تنازعہ ہو تو ان کے درمیان صلح کرا دینا بھی نہایت اجر وثواب کا کام ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''بلاشبہ! تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، لہٰذا اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو، اور اللہ سے ڈرو، تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔'' (الحجرات)

ایک اور آیت میں ارشاد ہے۔

''پس! اللہ سے ڈرو، اور آپس کے تعلقات کی اصلاح کرو۔'' (الانفال:1)

یتیموں اور بیواؤں کی مدد کرنا

یتیموں اور بیواؤں کی مدد بھی بہت فضیلت کا عمل ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

''لوگ آپ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ فرما دیجیے کہ ان کے حالات درست کرنا بڑی بھلائی ہے۔''

اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی میں تھوڑا سا فاصلہ رکھ کر اشارہ فرمایا۔'' (صحیح بخاری)

صلہ رحمی

رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کو ''صلہ رحمی'' کہا جاتا ہے، اور ''صلہ رحمی'' بھی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے جس پر اللہ تعالیٰ بہت ثواب عطا فرماتے ہیں۔ قرآن کریم نے بھی کئی مقامات پر صلہ رحمی کا حکم دیا ہے اور اس کے فضائل بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

''اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ۔'' (النساء:36)

اور حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص یہ چاہے کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور اس کی عمر لمبی ہو۔ اسے چاہیے کہ اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرے۔'' (بخاری و مسلم)

پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک

اسلام میں پڑوسی کے بہت حقوق بیان کیے گئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

''جبرائیلؑ مجھے پڑوسی کے بارے میں اتنی کثرت سے نصیحت کرتے رہے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ شاید وہ اس کو وراثت میں بھی حقدار قرار دے دیں گے۔''

حضرت ابو شریح ؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرے۔'' (صحیح مسلم)

خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی

لوگوں کے ساتھ خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا بھی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور اس پر بھی اجر ملتا ہے۔ حضرت ابوذر غفاری ؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''نیکی کے کسی کام کو حقیر نہ سمجھو، خواہ وہ نیک کام یہ ہو کہ تم اپنے بھائی سے کھلے ہوئے چہرے (خندہ پیشانی) سے ملو۔''

ہم سفر سے حسن سلوک

جس طرح اللہ تعالیٰ نے پڑوسی کے بہت حقوق رکھے ہیں۔ اسی طرح ہم سفر کے بھی حقوق بیان فرمائے ہیں۔ ہم سفر سے مراد وہ شخص ہے جس سے خواہ پہلے جان پہچان نہ ہو لیکن کسی سفر کے دوران وہ ساتھ ہو گیا ہو۔ مثلاً بس، ریل گاڑی یا ہوائی جہاز میں اپنے قریب بیٹھنے والا۔ اس کو قرآن کریم کی اصطلاح میں ''صاحب بالجنب'' کہا گیا ہے۔ یعنی وہ ہم سفر جو تھوڑے وقت کے لیے پڑوسی بنا ہو۔ اس کا حق یہ ہے کہ اپنے کسی عمل سے اس کو تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ بعض لوگ سفر میں اپنے آرام کی خاطر اپنے ہم سفروں کو تکلیف پہنچانے سے گریز نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ سوچنا چاہیے کہ سفر تو ایک مختصر وقت کے لیے ہوتا ہے جو کسی نہ کسی طرح گزر ہی جاتا ہے لیکن اگر اپنے کسی عمل سے اپنے ہم سفر کو کوئی ناحق تکلیف پہنچی تو اس کا یہ گناہ ہمیشہ کے لیے اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور یہ گناہ چونکہ حقوق العباد سے تعلق رکھتا ہے لہٰذا جب تک ہم سفر اس کو معاف نہ کرے یہ گناہ معاف نہیں ہوگا۔

اللہ کے لیے ملاقات

کسی مسلمان سے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر ملاقات کے لیے جانا بھی بڑی فضیلت کا عمل ہے۔ اور اللہ کے لیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے ملاقات کا مقصد کوئی دنیوی مفاد حاصل کرنا نہ ہو، بلکہ یا تو اس لیے اس سے ملاقات کی جائے کہ وہ ایک نیک آدمی ہے یا کوئی عالم ہے اور اس کی صحبت سے اپنی اصلاح مقصود ہے یا اس لیے ملاقات کی جائے کہ اس کا دل خوش ہو اور مسلمان کا دل خوش کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں۔ اس صورت میں بھی یہ ملاقات اللہ تعالیٰ ہی کے لیے سمجھی جائے گی اور ان شاء اللہ اس پر اجر ملے گا۔

جو شخص کسی بیمار کی عیادت کرے یا اپنے کسی بھائی کے پاس اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر ملاقات کو جائے اس کو ایک (غیبی) منادی پکار کر کہتا ہے کہ: ''تو بھی مبارک، تیرا چلنا بھی مبارک اور تو نے جنت کی ایک منزل میں ٹھکانہ بنا لیا۔'' (ترمذی)

مہمان کا اکرام

مہمان کی عزت اور مناسب خاطر داری بھی ایمان کے شعبوں میں سے ایک اہم شعبہ ہے جس کی اسلام میں بہت تاکید کی گئی ہے حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔'' (بخاری و مسلم)

مہمان کے اکرام کا مطلب یہ ہے کہ خندہ پیشانی سے اس کا خیر مقدم کیا جائے اگر کھانے کا وقت ہو تو بقدر استطاعت کھانے سے اس کی تواضع کی جائے بلکہ ایک حدیث کی رو سے یہ بھی مہمان کا حق ہے کہ اگر استطاعت ہو تو پہلے دن اس کے لیے کوئی خصوصی کھانا تیار کیا جائے، جس کو حدیث میں ''جائزہ'' کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (صحیح البخاری)

راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کر دینا

اگر راستے میں کوئی گندگی پڑی ہو، یا کوئی ایسی چیز ہو جس سے گزرنے والوں کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ مثلاً کوئی کانٹا، کوئی رکاوٹ، کوئی ایسا چھلکا جس سے پھسل کر گرنے کا خطرہ ہو۔ اس کو راستے سے ہٹا دینا بھی بڑی نیکی کا کام ہے۔ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ایمان کے ستر سے کچھ اوپر شعبے ہیں ان میں سے افضل ترین لا الٰہ الا اللہ کا اقرار ہے اور ادنیٰ ترین راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کر دینا ہے۔'' (بخاری و مسلم)

حاجی یا مجاہد کے گھر کی خبر گیری

''حج'' اور ''جہاد'' بڑی عظیم عبادتیں ہیں۔ لیکن جو لوگ اپنی عدم استطاعت کی وجہ سے یہ عظیم عبادات خود انجام نہ دے سکیں ان کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے ان عبادتوں کے ثواب میں حصہ دار بننے کا بہترین راستہ پیدا فرما دیا ہے اور وہ یہ کہ جو شخص کسی مجاہد کو جہاد کی تیاری میں مدد دے، یا کسی حاجی کے سفر حج کی تیاری میں مدد کرے، اللہ تعالیٰ اس کو بھی جہاد اور حج کے ثواب میں حصہ دار بنا دیتے ہیں اسی طرح اگر کوئی شخص جہاد یا حج پر گیا ہوا ہے تو اس کے پیچھے اس کے گھر والوں کی خبر گیری کرنا، ان کی ضروریات پوری کر دینا یہ بھی ایسا عمل ہے جس سے انسان جہاد یا حج کے ثواب میں حصہ دار ہو جاتا ہے۔ حضرت زید بن خالد ؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص کسی مجاہد کو (جہاد کے لیے) تیار کرے، یا کسی حاجی کو (حج کے لیے) تیار کرے۔ (یعنی اس کے اسباب فراہم کرنے میں مدد دے) یا اس کے پیچھے اس کے گھر کی دیکھ بھال کرے، یا کسی روزہ دار کو افطار کرائے تو اس کو ان سب لوگوں کے جتنا ثواب ملتا ہے۔ بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے ثواب میں کوئی کمی ہو۔'' (سنن نسائی)

کسی ضرورت مند کو قرض دینا

کسی ضرورت مند شخص کو قرض دینے کا بھی بہت ثواب ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''ہر قرض صدقہ ہے۔'' (بیہقی و طبرانی)

بلکہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی ضرورت مند کو قرض دینے کا ثواب صدقے سے بھی زیادہ ہے۔ (ترغیب بحوالہ طبرانی و بیہقی)

تنگدست مقروض کو مہلت دینا

کسی تنگدست مقروض کو قرضے کی ادائیگی میں مہلت دینے کی قرآن وحدیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اور اگر مقروض تنگدست ہو تو خوش حالی تک اسے مہلت دی جائے۔(سورۃ البقرۃ)

اور حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص کسی تنگدست کو مہلت دے، یا اس کے قرض میں کمی کر دے۔اللہ تعالیٰ اس کو ایسے دن اپنے عرش کے سائے میں رکھیں گے جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔“(ترمذی)

تجارت میں سچ بولنا

تجارت کو بظاہر دنیاداری کا کام سمجھا جاتا ہے۔لیکن اگر تجارت اس نیت سے کی جائے کہ اس کے ذریعہ رزق حلال حاصل کیا جائے گا اور اس سے اپنے نفس اور اپنے اہل وعیال کے حقوق ادا کیے جائیں گے تو تجارت کا سارا کام اجر وثواب کا ذریعہ بن جاتا ہے۔بشرطیکہ اس میں ناجائز اور حرام کاموں سے پرہیز کیا جائے۔چنانچہ تجارت میں سچائی اور امانت کو اپنا معمول بنانے والے کی حدیث مبارکہ میں بہت فضیلت وارد ہوئی ہے۔حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔“(ترمذی)

جانوروں کے ساتھ حسن سلوک

اسلام نے انسانوں کی طرح جانوروں کے بھی حقوق رکھے ہیں جو جانور موذی نہیں ہیں۔ان کو بلاوجہ تکلیف پہنچانے سے منع کیا گیا ہے۔یہاں تک کہ جن جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے ان کو بھی ایسے طریقے سے ذبح کرنے کی تاکید کی گئی ہے جس سے ان کو کم سے کم تکلیف پہنچے۔آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ ذبح کرنے سے پہلے چھری کو تیز کر لیا جائے اور ذبح ہونے والے جانور کو جتنی زیادہ سے زیادہ راحت پہنچائی جا سکتی ہو، پہنچائی جائے۔“(ترمذی)

چنانچہ جانوروں پر ترس کھانا، ان کی پرورش کرنا اور ان کو آرام پہنچانا اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے اور اس کا بڑا اجر وثواب ہے۔

❀❀❀

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(30 جنوری تا 05 فروری 2020ء)

☆ جمعرات (30 جنوری کو) صبح 9:30 بجے دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی میں مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی جو قریباً 12:00 بجے تک جاری رہا۔

☆ جمعہ (31 جنوری کو) قرآن اکیڈمی میں مرکزی شعبہ نشرواشاعت کے ذمہ داران کی مشاورت سے پریس ریلیز جاری کی۔

☆ ہفتہ (01 فروری کو) بعد نماز عصر حلقہ بہاولنگر کے لیے روانگی ہوئی رات عارف والا میں قیام کیا۔

☆ اتوار (02 فروری کو) قریباً صبح 10:30 بجے حلقہ بہاولنگر کے رفقاء کے اجتماع بمقام ہارون آباد میں شرکت کی جو ظہر تک جاری رہا اس موقع پر نائب امیر بھی ہمراہ تھے۔اتوار کی رات کو لاہور واپسی ہوئی۔

☆ پیر (03 فروری کو) قرآن اکیڈمی میں ایک رفیق مع دو نائبین ناظم اعلیٰ سے ملاقات رہی۔

☆ منگل (04 فروری کو) 11:30 بجے قرآن اکیڈمی میں ہارون آباد سے آئے ہوئے مقامی مسجد کے امام/خطیب طاہر القاسمی صاحب سے ملاقات رہی۔دوپہر 12:15 بجے قرآن اکیڈمی میں فیصل ٹاؤن سے آئے ایک رفیق تنظیم سے ملاقات ہوئی۔

☆ بدھ (05 فروری کو) صبح 10:30 بجے تا ظہر قرآن آڈیٹوریم میں تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ایک سیمینار بعنوان ”کشمیر/شہریت قانون، کیا بھارت کے خاتمے کی اُلٹی گنتی شروع ہو چکی ہے؟“ کی صدارت کی۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

”قرآن اکیڈمی 25 آفیسرز کالونی بوسن روڈ (عقب ملتان لاء کالج) ملتان“ میں

23 تا 29 فروری 2020ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی وملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔
رفقاء اِن موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:-

☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

اور

28 فروری تا یکم مارچ 2020ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء ومعاونین تربیتی ومشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء ونقباء ومعاونین متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 061-6520451, 0331-7045701

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 79-(042)35473375

Trump Green Lights Greater Israel

Many interested parties have already weighed in on President Donald Trump's "Deal of the Century." Even though it sounds like a phrase that a used car dealer would use, the "Deal" is dead serious in that it effectively denies to the Palestinians in perpetuum any political entity that has attributes of genuine sovereignty. Israel will completely surround the fragmented Palestinian holdings by virtue of the annexation of the entire Jordan River Valley. It is the Zionist dream of a Greater "Eretz" Israel from the Jordan River to the Mediterranean Sea finally achieved. The empty shell swiss-cheese-like completely disarmed state of Palestine will have no authority over its borders and airspace, no means to defend itself and no right to manage its own water resources.

Within the territory granted to Palestinians by Trump there will remain Israeli settler enclaves guarded by soldiers and police. Israel will have total control over the entire West Bank. Millions of Palestinians under its control will de facto be stateless people without basic civil rights whose land will be stolen by settlers. They will be unable to travel even within their "state," forced to pass through checkpoints, arrested and imprisoned for speech harming "public order" and jailed through indefinite "administrative detentions" without any charges or trial.

Gaza will be completely disarmed and connected to the West Bank by a tunnel controlled by Israel. Presumably, the Mediterranean will continue to be a restricted area for Gazan fishermen, patrolled by the Israeli navy with the offshore oil and gas reserves exploited by Israeli companies. In return for their complete surrender, the Palestinians will be required to express gratitude for being able to survive as helots in what will be largely an open-air outdoor prison. If they behave well, they may or may not get money doled out by Trump to Israel for distribution to the Palestinians as long as they keep quiet and smile as they writhe under the Israeli thumb.

One of the more interesting features of the Deal is that Trump insists that the Palestinians will have East Jerusalem as their capital while at the same time confirming that an undivided Jerusalem will be under total Israeli control. If one looks that the map provided by the White House when the Deal was unveiled, it appears that a piece of East Jerusalem is indeed shown as part of the Palestinian land. But obviously, even though it will have that area technically as its capital it will have no sovereignty over it. It is a detail that is clearly unsustainable and may in fact be a completely fiction designed to demonstrate how magnanimous Israel and the United States are in giving the Palestinians a "state."

Trump's one-sided Deal was crafted around Israeli interests, not those of the United States and without any input whatsoever from the Palestinians themselves. The team pulled together by presidential son-in-law Jared Kushner consisted of Orthodox Jews and they worked closely with U.S. Ambassador (sic) David Friedman, whose time in Israel has consisted mostly of being an apologist for Netanyahu, excusing accelerated Israeli settlement building as well as the weekly shooting party along the fence line in Gaza. Immediately after Trump and Netanyahu announced the outline of the Deal in Washington, Friedman stated that the Israeli government was at that point free to begin the annexation of any or all of the illegal settlements.

The Palestinians have already rejected the Deal,

but their refusal to participate will be seen by Trump and Israel as an insult, or at least it will be spun that way. Trump has already warned that his proposal is the Palestinians' "last chance" and his United Nations Ambassador Kelly Craft has advised Palestinian President Mahmoud Abbas not to raise the issue at all with the world body. Unwillingness to embrace it will provide a good opportunity to really lower the hammer on the Arabs. The map provided by Trump shows a cluster of Bantustans surrounded by Israel soldiers and police who historically have regarded nominally Palestinian areas as a free fire zone. When violence erupts, which it will, the largely unarmed Arabs will be slaughtered and David Friedman, Donald Trump and Bibi Netanyahu will all conveniently blame it on the Palestinians as it was the Israelis who "wanted peace" and the only obstacle remaining was and is the obduracy of the Palestinians. If only they had accepted the Deal, the outcome would have been different the, contrived narrative will go!

Source: ***Adapted from an article by Philip Giraldi, published on 'The Unz Review'.***

Note: ***The editorial board of Nida e Khilafat may not agree with all information provided, analysis made and conclusions drawn in the article.***

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

حلقہ لاہور غربی کا سہ ماہی اجتماع

25 دسمبر 2019ء بروز بدھ صبح 9 بجے قرآن اکیڈمی میں حلقہ لاہور غربی کا سہ ماہی اجتماع منعقد ہوا۔ نقابت کے فرائض مقامی تنظیم ماڈل ٹاؤن کے امیر منعم اویس نے ادا کیے۔ سب سے پہلے مقامی تنظیم سمن آباد کے رفیق قاری غلام مرتضیٰ نے سورۃ العادیات کی روشنی میں بڑے سادہ اور سلیس انداز میں تعلق مع اللہ کو بیان کیا۔ اس کے بعد مقامی تنظیم جوہر ٹاؤن کے رفیق خباب عبدالخالق نے شمائل النبی ﷺ کے عنوان سے گفتگو کی۔ جس میں بتایا کہ آنحضور ﷺ نے اپنے گھر میں گزرنے والے وقت کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا۔ ایک حصہ گھر والوں کے لیے، دوسرا اللہ کے لیے اور تیسرا اپنے لیے۔ اس کے بعد ویڈیو پروگرام کے ذریعے ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے بیان القرآن 1998ء میں سے سورۃ المعارج تا سورہ نوح کا ترجمہ سنوایا گیا۔ چائے کے وقفے کے بعد پھر ویڈیو پروگرام ہوا اور سورہ مزمل کا ترجمہ سنوایا گیا۔ اس کے بعد حلقہ کے ناظم دعوت محمود حماد نے تقرب بالفرائض کے عنوان سے گفتگو کی۔

اس کے بعد امیر تنظیم کی طرف سے تازہ ترین پریس ریلیز راقم نے پڑھی۔ اس کے فوری بعد محمود حماد نے صلوۃ الکسوف (سورج گرہن کے وقت کی نماز) کے بارے میں بتایا نیز مخلوط تعلیم خاص طور پر بچیوں کے لیے کالج لائف کے بارے میں شرکاء کو بتایا۔ اگلا پروگرام ''باطنی امراض اور تزکیہ نفس'' کے عنوان سے تھا اور مقرر حافظ زبیر احمد تھے۔ انہوں نے کہا کہ عبادات میں اخلاص کو لے آئیں تو بہت سے باطنی امراض سے جان چھوٹ جائے گی۔ سب عبادتیں اسی لیے ہیں کہ اللہ یاد رہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ تنہائی میں کچھ وقت اپنے اللہ کے ساتھ گزاریئے۔ اس پروگرام کے بعد نائب ناظم اعلیٰ شرقی پاکستان پرویز اقبال نے مختصر گفتگو کی اور بتایا کہ حلقہ لاہور کے امیر جہانگیر صاحب کی وفات کے بعد اچانک حلقہ کی ذمہ داری مجھ پر آ گئی اور آپ کا ساتھ تقریباً 4 سے ساڑھے 4 سال رہا ہے۔ مجھے ٹیم بڑی اچھی ملی۔ مزاج میں کچھ سختی ہے۔ جسے آپ ساتھیوں نے برداشت کیا ہے۔ آخر میں نئے امیر حلقہ ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف نے گفتگو کی۔ انہوں نے پروگرام میں کی گئی گفتگوؤں پر مختصر تبصرہ کیا اور اگلے آنے والے تین ماہ میں ہونے والے پروگرام کی اطلاع کی۔ مسنون دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ (مرتب کنندہ: محمد یونس)

بہاولپور میں امیر حلقہ کا خطاب

امیر حلقہ کا خطاب جناب افتخار کے سکول ''دی نیکس سکول'' سٹیلائیٹ ٹاؤن، بہاولپور میں رکھا گیا تھا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ اس کے بعد ذوالفقار علی نے درس حدیث دیا۔ جس میں تین نجات دینے والی باتیں اور تین ہلاک کرنے والی باتیں بیان ہوئیں۔ اس کے بعد امیر حلقہ کا خطاب شروع ہوا۔ انہوں نے بتایا کہ دین کے معنی کیا ہیں اور دین کے فرائض کیا ہیں؟ پھر ان کی وضاحت کی۔

انہوں نے کہا کہ قرآن مجید فرقان حمید سرچشمہ ایمان ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اسی قرآن مجید کے ذریعے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں ایمان پیدا کیا۔ اللہ نے قرآن مجید میں جو قانون نازل فرمایا ہے وہ صرف پڑھنے اور چومنے چاٹنے کے لیے نہیں دیا بلکہ اس قانون کے مطابق ہمیں اپنی زندگی کو گزارنا ہے۔ اپنی زندگی کے اجتماعی و انفرادی گوشوں میں اسے نافذ کرنا ہے۔ اس پروگرام میں تقریباً 70 رفقاء و احباب نے شرکت کی۔

(رپورٹ: شوکت حسین انصاری)

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ کراچی وسطی، ملیر کے رفیق جناب ڈاکٹر احسن جمیل کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0300-8241692

☆ ملتزم رفیق جناب ارشد حسین کافی عرصے سے بیمار تھے، 23 جنوری 2020ء کو انتقال کر گئے۔ برائے تعزیت: 0321-1755118

☆ جناب منصور روفی ناظم تربیت مقامی تنظیم فیڈرل بی ایریا (حلقہ کراچی شمالی) کے والد صاحب انتقال کر گئے۔ برائے تعزیت: 0321-2242471

☆ جناب ناصر یوسف قریشی مبتدی رفیق نارتھ ناظم آباد تنظیم (حلقہ کراچی شمالی) کے والد صاحب انتقال کر گئے۔ برائے تعزیت: 0315-8436631

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Vol. 29 Regd. C.P.L NO. 114 No.6

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore